قُلۡ اِنَّ الۡفَضۡلَ بِیَدِ اللّٰہِ ۚ یُؤۡتِیۡہِ مَنۡ یَّشَآءُ ؕ وَاللّٰہُ وَاسِعٌ عَلِیۡمٌ (آل عمران ۷۴)

روزنامہ الفضل لندن

مدیر۔ابو سعید

Online Edition

سوموار 18 جنوری 2021ء | 04 جمادی الثانی 1442 ہجری قمری | جلد:13 | شمارہ:15

فرمانِ رسول ﷺ

اللہ کو زیادہ یاد کرو

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ: ’’مَیں تمہیں حکم دیتا ہوں کہ اللہ کو زیادہ یاد کرو اور ذکر کی مثال ایسی سمجھو کہ جیسے کسی آدمی کا اس کے دشمن نہایت تیزی کے ساتھ پیچھا کرتے رہے ہوں یہاں تک کہ اس آدمی نے بھاگ کر ایک مضبوط قلعہ میں پناہ لی اور دشمنوں کے ہاتھ میں لگنے سے بچ گیا۔اسی طرح بندہ شیطان سے نجات نہیں پا سکتا مگر اللہ کی یاد کے سہارے۔‘‘

(جامع ترمذی ابواب الامثال)

حضرت ابن عباسؓ بیان کرتے ہیں کہ جنگ بدر میں آنحضرت ﷺ ایک خیمہ میں قیام پذیر تھے اور بار بار یہ دعا کرتے تھے کہ اے میرے اللہ !مَیں تجھے تیرے عہد کا واسطہ دیتا ہوں ، تجھے تیرا وعدہ یاد دلاتا ہوں۔ میرے اللہ ! کیا تُو چاہتا ہے کہ آج کے بعد تیری عبادت کرنے والا کوئی نہ رہے۔حضرت ابو بکرؓ نے آپ کا ہاتھ پکڑ لیا اور کہا اے اللہ کے رسول! کافی ہے،اتنی آہ وزاری کافی ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ کی دعا ضرور قبول کرے گا۔حضورؐ اس وقت زرہ پہنے ہوئے تھے چنانچہ اسی حالت میں آپ خیمہ سے باہر آئے اور مسلمانوں کو خوشخبری دی کہ دشمن کی جمعیت شکست کھا جائے گی۔ان کے منہ موڑ دئے جائیں گے بلکہ یہ گھڑی ان کے لئے بڑی دہشتناک ،ہلاکت خیز اور تلخ ہوگی۔

(بخاری کتاب الجھاد باب ما قیل فی درع النبی ﷺ...)

حضرت سلطان القلمؑ کے رشحات قلم

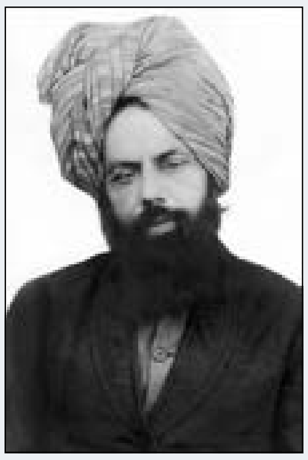

دعاؤں کی تاثیر آب و آتش کی تاثیر سے بڑھ کر ہے

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو الہام ہوا:

’’یَاعَبۡدَالۡقَادِرِ اِنِّیۡ مَعَکَ اَسۡمَعُ وَاَرٰی‘‘۔ اے عبد القادر مَیں تیرے ساتھ ہوں ، سنتا ہوں اور دیکھتا ہوں۔

(براہین احمدیہ ہر چہار حصص روحانی خزائن جلد ۱ صفحہ ۶۱۳۔ ترجمہ از صفحہ ۶۱۴ حاشیہ در حاشیہ نمبر ۳)

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ:

’’مَیں اپنے ذاتی تجربہ سے بھی دیکھ رہا ہوں کہ دعاؤں کی تاثیر آب و آتش کی تاثیر سے بڑھ کر ہے بلکہ اسباب طبعیہ کے سلسلہ میں کوئی چیز ایسی عظیم التاثیر نہیں جیسی کہ دعا ہے‘‘۔

(برکات الدعا۔ روحانی خزائن جلد ۶۔صفحہ ۱۱)

پھر آپؑ فرماتے ہیں: ’’دعا میں خدا تعالیٰ نے بڑی قوتیں رکھی ہیں۔ خدا نے مجھے بار بار الہامات کے ذریعہ یہی فرمایا ہے کہ جو کچھ ہوگا دعا ہی کے ذریعہ سے ہوگا۔‘‘

(سیرت مسیح موعودؑ از یعقوب علی عرفانی صاحبؓ۔صفحہ ۵۱۸)

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

’’پس اگر دوسرے لوگ بھی جو اسلام کے مخالف ہیں اسی طرح ایمان لاویں اور کسی نبی کو جو خدا کی طرف سے آیا، رد نہ کریں۔ تو بلاشبہ وہ بھی ہدایت پا چکے۔ اور اگر وہ روگردانی کریں اور بعض نبیوں کو مانیں اور بعض کو رد کر دیں تو انہوں نے سچائی کی مخالفت کی اور خدا کی راہ میں پھوٹ ڈالنی چاہی۔ پس تو یقین رکھ کہ وہ غالب نہیں ہو سکتے اور ان کو سزا دینے کے لئے خدا کافی ہے۔ اور جو کچھ وہ کہتے ہیں خدا سن رہا ہے۔ اور ان کی باتیں خدا کے علم سے باہر نہیں‘‘۔

(چشمہ معرفت روحانی خزائن جلد ۲۳ صفحہ ۳۷۷)

ارشادِ باری تعالیٰ

اَمَّنۡ یُّجِیۡبُ الۡمُضۡطَرَّ اِذَا دَعَاہُ وَ یَکۡشِفُ السُّوۡٓءَ وَ یَجۡعَلُکُمۡ خُلَفَآءَ الۡاَرۡضِ ؕ ءَ اِلٰہٌ مَّعَ اللّٰہِ ؕ قَلِیۡلًا مَّا تَذَکَّرُوۡنَ۔

(سورۃ النمل آیت 63)

ترجمہ: یا (پھر) وہ کون ہے جو بے قرار کی دعا قبول کرتا ہے جب وہ اسے پکارے اور تکلیف دور کر دیتا ہے اور تمہیں زمین کے وارث بناتا ہے۔ کیا اللہ کے ساتھ کوئی (اور) معبود ہے؟ بہت کم ہے جو تم نصیحت پکڑتے ہو۔

فرمان خلیفۂ وقت

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:۔

یہ جو دنیا کی محبت کا پھندا پڑا ہوا ہے یہ گلے میں پڑا رہتا ہے۔ وہی اس سے خلاصی پاتے ہیں جن پر خدا اپنا فضل کرتا ہے۔ مگر یاد رکھنا چاہئے کہ خدا کا فیض بھی دعا سے ہی شروع ہوتا ہے۔ اگر فضل حاصل کرنا ہے تو اس کے لئے بھی دعا مانگو...

آپ (حضرت مسیح موعودؑ) صبح سیر کو تشریف لے جاتے تھے۔بعض احباب بھی آپ کے ساتھ ہوتے تھے۔ کسی نہ کسی موضوع پر گفتگو ہو رہی ہوتی تھی۔ 1908ء کی ایک صبح کی سیر کا ذکر ہے۔ یہ لمبی گفتگو تھی اس کا ایک حصہ میں نے لیا ہے فرمایا ’’بعض لوگ ایسے ہوتے ہیں کہ ایک کان سے سنتے ہیں دوسری طرف نکال دیتے ہیں۔ ان باتوں کو دل میں نہیں اتارتے۔ چاہے جتنی نصیحت کرو مگر اُن کو اثر نہیں ہوتا۔ یاد رکھو کہ خدا تعالیٰ بڑا بے نیاز ہے۔ جب تک کثرت سے اور بار بار اضطراب سے دعا نہیں کی جاتی وہ پروا نہیں کرتا۔ دیکھو کسی کی بیوی یا بچہ بیمار ہو یا کسی پر سخت مقدمہ آ جاوے تو ان باتوں کے واسطے اُس کو کیسا اضطراب ہوتا ہے۔ پس دعا میں بھی جب تک سچی تڑپ اور حالتِ اضطراب پیدا نہ ہو تب تک وہ بالکل بے اثر اور بیہودہ کام ہے۔ قبولیت کے واسطے اضطراب شرط ہے۔ جیسا کہ فرمایا۔ اَمَّنۡ یُّجِیۡبُ الۡمُضۡطَرَّ اِذَا دَعَاہُ وَیَکۡشِفُ السُّوۡٓءَ (سورۃ النمل آیت: 63)‘‘ (ملفوظات جلد نمبر 10 صفحہ 137۔ مطبوعہ لندن ایڈیشن 1984ء) (کہ کون کسی کی دعا کو سنتا ہے جب وہ اُس سے دعا کرتا ہے اور تکلیف کو دور کر دیتا ہے۔ کسی بے کس کی دعا اور مضطر کی دعا کو وہ سنتا ہے)۔ آگے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ ہی ہے جو اِن دعاؤں کو سنتا ہے......

اللہ تعالیٰ ہمیں بھی دعاؤں کے مضمون کو سمجھنے اور اپنی زندگیوں میں لاگو کرنے کی توفیق عطا

بقیہ صفحہ 2 پر

اس شمارہ میں

- دربارِ خلافت
- سب کام تو بنائے لڑکے بھی تجھ سے پائے (منظوم)
- خلاصہ خطبہ جمعہ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ
- خطبہ جمعہ فرمودہ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ

دربارِ خلافت

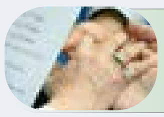

قرآن کریم اور احادیث سے ثابت ہے کہ صبر اصل میں تین قسم کا ہوتا ہے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:۔

حضرت مصلح موعودؓ نے صبر کے معانی اور اس کی کیا کیا صورتیں پیدا ہوسکتی ہیں کے بارے میں بڑی تفصیل سے بیان فرمایا ہے یہاں میں مختصراً کچھ عرض کر دیتا ہوں۔ پہلی بات تو یہ ہے کہ صبر کے معنی کیا ہیں، اَلصَّبْرُ، صبر کے اصل معنی تو رکنے کے ہیں۔ مگر اس لفظ کے استعمال کے لحاظ سے اس کے مختلف معانی ہیں چنانچہ اس کے ایک معنی تَرْكُ الشِّكْوٰى مِنْ اَلَمِ الْبَلْوٰى لِغَيْرِاللّٰهِ یعنی جب کوئی مصیبت اور ابتلاء وغیرہ انسان کو پہنچے اور اس سے تکلیف ہو تو خدا تعالیٰ کے سوا دوسروں کے پاس اس کی شکایت نہ کرنا صبر کہلاتا ہے، ہاں اگر وہ خدا تعالیٰ کے حضور اپنی بے کسی کی شکایت کرتا ہے تو یہ صبر کے منافی نہیں چنانچہ لغت کی کتاب اقرب الموارد میں لکھا ہے

اِذَا دَعَااللّٰهَ الْعَبْدُ فِي كَشْفِ الضُّرِّ عَنْهُ لَا يُقْدَحُ فِي صَبْرِهٖ جب بندہ خدا تعالیٰ سے اپنی مصیبت کے دور کرنے کے لئے دعا کرتا ہے تو اس پر یہ اعتراض نہیں ہوسکتا کہ اس نے بے صبری دکھائی ہے۔ چونکہ صبر کے اصل معنی رکنے کے ہوتے ہیں اس لئے محققین لغت نے لکھا ہے کہ اَلصَّبْرُ صَبْرَانِ، صَبْرٌ عَلٰى مَا تَهْوِىْ وَ صَبْرٌ عَلٰى مَا تَكْرَهُ یعنی صبر کی دو قسمیں ہیں جس چیز کی انسان کو خواہش ہو اس سے باز رہنا بھی صبر کہلاتا ہے اور جس چیز کو ناپسند کرتا ہو لیکن خدا تعالیٰ کی طرف سے وہ آجائے اس پر شکوہ نہ کرنا بھی صبر کہلاتا ہے۔

قرآن کریم اور احادیث سے ثابت ہے کہ صبر اصل میں تین قسم کا ہوتا ہے۔ پہلا صبر تو یہ ہے کہ انسان جزع فزع سے بچے۔ قرآن کریم میں آتا ہے وَاصْبِرْ عَلٰى مَآ اَصَابَكَ (لقمان:١٨) تجھے جو بھی تکلیف پہنچے تو اس پر صبر سے کام لے یعنی جزع فزع نہ کر۔ دوسرے یہ ہے کہ نیک باتوں پر اپنے آپ کو روک رکھنا یعنی نیکی کو مضبوط پکڑ لینا۔ ان معنوں میں یہ الفاظ اس آیت میں استعمال ہوئے ہیں۔ فَاصْبِرْ لِحُكْمِ رَبِّكَ وَلَا تُطِعْ مِنْهُمْ اٰثِمًا اَوْكَفُوْرًا (الدھر:٢٥) اپنے رب کے حکم پر قائم رہ اور انسانوں میں سے گنہگار اور ناشکر گزار کی اطاعت نہ کر۔ پس اللہ تعالیٰ کی طرف سے جس قدر احکام قرب الٰہی کے حصول کے لئے دیئے گئے ہیں ان پر استقلال سے قائم رہنا اور اپنے قدم کو پیچھے نہ ہٹانا بھی صبر کہلاتا ہے۔ اور تیسرے معنے اس کے بدی سے رکے رہنے کے ہیں یعنی برائی سے رکے رہنے کے ہیں۔ ان معنوں میں یہ لفظ اس آیت میں استعمال ہوا ہے کہ وَلَوْ اَنَّهُمْ صَبَرُوْا حَتّٰى تَخْرُجَ اِلَيْهِمْ لَكَانَ خَيْرًا لَّهُمْ۔ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ۔ یعنی اگر وہ تجھے بلانے کے لئے گناہ سے باز رہتے اور اس وقت تک انتظار کرتے جب تک کہ تو باہر نکلتا تو یہ ان کے لئے بہت اچھا ہوتا مگر اب بھی وہ اصلاح کر لیں تو بہتر ہے اور اللہ تعالیٰ بہت بخشنے والا اور رحم کرنے والا ہے۔

(تفسیر کبیر جلد ٢ صفحہ ٢٨٤)

یہ جو تیسری مثال دی گئی ہے آیت کی اس سے پہلی آیت میں یہ ذکر ہے کہ لوگ آنحضرت ﷺ کو گھر سے بلانے کے لئے اونچی آواز سے گھر سے باہر کھڑے ہو کر بلاتے تھے تو اس پر یہ فرمایا کہ جب ان کے پاس وقت ہو گا کوئی ایسی ایمرجنسی نہیں ہے باہر آجائیں گے، تم بلاوجہ نبی کا وقت ضائع نہ کیا کرو۔ یہ بے ادبی کی بات ہے کہ باہر کھڑے ہو کے آوازیں دینا اور انتہائی نامناسب ہے موقع محل کے لحاظ سے بات کرنا بھی صبر میں شمار ہوتا ہے اور بے موقع اور بے محل بات کرنا بے صبری ہے اور گناہ ہے۔

(خطبہ جمعہ 13/ فروری 2004ء)

سب کام تو بنائے لڑکے بھی تجھ سے پائے

سب کام تو بنائے لڑکے بھی تجھ سے پائے
سب کچھ تیری عطا ہے گھر سے تو کچھ نہ لائے
تونے ہی میرے جانی خوشیوں کے دن دکھائے
یہ روز کر مبارک سُبْحَانَ مَنْ یَّرَانِیْ

یہ تین جو پسر ہیں تجھ سے ہی یہ ثمر ہیں
یہ میرے بار و بر ہیں تیرے غلام در ہیں
تو سچے وعدوں والا منکر کہاں کدھر ہیں
یہ روز کر مبارک سُبْحَانَ مَنْ یَّرَانِیْ

کر انکو نیک قسمت دے انکو دین و دولت
کر انکی خود حفاظت ہو ان پہ تیری رحمت
دے رشد اور ہدایت اور عمر اور عزت
یہ روز کر مبارک سُبْحَانَ مَنْ یَّرَانِیْ

اے میرے بندہ پرور کر انکو نیک اختر
رتبہ میں ہوں یہ برتر اور بخش تاج و افسر
تو ہے ہمارا رہبر تیرا نہیں ہے ہمسر
یہ روز کر مبارک سُبْحَانَ مَنْ یَّرَانِیْ

شیطاں سے دور رکھیو اپنے حضور رکھیو
جاں پر ز نور رکھیو دل پر سرور رکھیو
ان پر میں تیرے قرباں رحمت ضرور رکھیو
یہ روز کر مبارک سُبْحَانَ مَنْ یَّرَانِیْ

میری دعائیں ساری کریو قبول باری
میں جاؤں تیرے واری کر تو مدد ہماری
ہم تیرے در پہ آئے لے کر امید بھاری
یہ روز کر مبارک سُبْحَانَ مَنْ یَّرَانِیْ

(محمود کی آمین۔ 7/جون 1897ء۔ روحانی خزائن جلد 12 صفحہ 319)

بقیہ: فرمان خلیفۂ وقت...... از صفحہ 1

بقیہ: فرمان خلیفۂ وقت...... از صفحہ 1

فرمائے۔ ہمیشہ ہمارے پیش نظر خدا تعالیٰ کی ذات ہو، اُس کی رضا کا حصول ہو۔ ہر آسائش میں بھی اور ہر مشکل میں بھی ہم اللہ تعالیٰ کے حضور جھکنے اور اُس سے دعائیں مانگنے کی اہمیت کو سمجھنے والے ہوں۔ ہم اُس روح کو سمجھنے والے ہوں کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کے ساتھ رشتہ بیعت جوڑ کر ہم پر کیا ذمہ واریاں عائد ہوتی ہیں۔ اور یہ بہت بڑی ذمہ داری عائد ہوتی ہے کہ اب ہمارا ہر قول اور فعل اللہ تعالیٰ کی رضا کے حصول کے لئے ہونا چاہئے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے۔ ہم دین کو دنیا پر مقدم کرنے والے ہوں اور اس کے لئے دعائیں کرنے والے ہوں۔ ان دنوں میں جب مخالفینِ احمدیت کی طرف سے حملے شدت اختیار کر رہے ہیں، جماعت کی حفاظت کے لئے بھی بہت دعائیں کریں۔ اللہ تعالیٰ دشمن کا ہر شر اُس پر الٹائے اور جماعت کی ہر آن حفاظت فرمائے۔

اَللّٰهُمَّ اِنَّا نَجْعَلُكَ فِيْ نُحُوْرِهِمْ وَنَعُوْذُبِكَ مِنْ شُرُوْرِهِمْ۔

اے اللہ! ہم ان مخالفین کے مقابلہ میں تجھے لاتے ہیں اور ان کے شر سے تیری پناہ میں آتے ہیں۔

رَبِّ اِنِّيْ مَظْلُوْمٌ فَانْتَصِرْ۔ اے میرے رب! مجھ پر ظلم کیا گیا ہے۔ تُو ہی انتقام لے۔

رَبِّ كُلُّ شَيْءٍ خَادِمُكَ رَبِّ فَاحْفَظْنِيْ وَانْصُرْنِيْ وَارْحَمْنِيْ۔ اے میرے رب! ہر چیز تیری خادم ہے۔ پس مجھے حفاظت میں رکھ۔ میری مدد فرما اور میری حفاظت فرما اور مجھ پر رحم فرما۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ایک خاص دعا ہے

رَبِّ تَوَفَّنِيْ مُسْلِمًا وَّاَلْحِقْنِيْ بِالصّٰلِحِيْنَ۔ کہ اے میرے خدا! اسلام پر مجھے وفات دے اور نیکو کاروں کے ساتھ مجھے ملا دے۔

ہمیشہ ہم صالحین کے ساتھ شامل ہونے والے ہوں۔ اللہ تعالیٰ ہماری دعائیں قبول فرمائے۔ ہمیں اُس طریق پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے جس پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام ہمیں چلانا چاہتے ہیں۔

(خطبہ جمعہ 20/ مئی 2011ء)

☆...☆...☆

خلاصہ خطبہ جمعہ

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ 15/ جنوری 2021ء بمقام مسجد مبارک، اسلام آباد ٹلفورڈ یو کے

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جس نے علی سے محبت کی اس نے مجھ سے محبت کی اور جس نے مجھ سے محبت کی اس نے خدا سے محبت کی

ایم ٹی اے کے چوبیس گھنٹے نشر ہونے والے نئے چینل 'ایم ٹی اے گھانا' کے اجراء کا اعلان

الجزائر اور پاکستان میں احمدیوں کی شدید مخالفت کے پیش نظر خصوصی دعاؤں کی مکرر تحریک

آنحضرت ﷺ کے عظیم المرتبت خلیفہ ٔ راشد حضرت علی بن ابو طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اوصافِ حمیدہ کا تذکرہ

امیر المومنین حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مورخہ 15/ جنوری 2021ء کو مسجد مبارک، اسلام آباد، ٹلفورڈ، یو کے میں خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا جو مسلم ٹیلی وژن احمدیہ کے توسّط سے پوری دنیا میں نشر کیا گیا۔ جمعہ کی اذان دینے کی سعادت مکرم رانا عطاء الرحیم صاحب کے حصے میں آئی۔ تشہد، تعوذ اور سورۃ الفاتحہ کی تلاوت کے بعد حضورِ انور ایدّہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

حضرت علیؓ کا ذکر چل رہا تھا اور آپؓ کے بارے میں جو مَیں نے مواد اکٹھا کیا تھا ان شاء اللہ وہ آج مکمل ہو جائے گا۔

حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں کہ حضرت امام حسین نے حضرت علیؓ سے سوال کیا کہ کیا آپ مجھ سے محبت کرتے ہیں۔ حضرت علیؓ سے اثبات میں جواب پا کر حیرانی سے کہا کہ ایک دل میں دو محبتیں کس طرح جمع ہو سکتی ہیں اور پوچھا کہ بوقتِ مقابلہ آپؓ کس سے محبت کریں گے۔ حضرت علیؓ نے فرمایا اللہ سے۔ حضرت مصلح موعودؓ اس واقعے کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ حضرت علیؓ نے فرمایا مَیں بے شک تجھ سے محبت کرتا ہوں لیکن جب تیری محبت خدا تعالیٰ کی محبت سے ٹکرا جائے تو مَیں فوراً اسے چھوڑ دوں گا۔

حضرت علیؓ کو جب کوئی بڑی مصیبت پیش آتی تو وہ یہ دعا کرتے یا کٓھٰیٰعٓصٓ اِغۡفِرۡلِیۡ۔ رسول اللہ ﷺ نے ان مقطعات کے یہ معنی فرمائے ہیں کہ اے کافی و ہادی اور علیم و صادق۔ یعنی اللہ تعالیٰ سے یہ دعا مانگی جائے کہ تیری تمام صفات کا واسطہ مجھے بخش دے۔

حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں کہ حضرت علیؓ نے ایک دفعہ اپنے نوکر کو آواز دی مگر وہ نہ آیا۔ جب تھوڑی دیر بعد وہ آیا اور آپؓ نے اس سے تاخیر سے آنے کی وجہ پوچھی تو اس نے کہا کہ مجھے آپ کی نرمی کا یقین تھا کہ آپ مجھے سزا نہیں دیں گے۔ حضرت علیؓ کو اس کا جواب اتنا پسند آیا کہ آپؓ نے اسے آزاد کر دیا۔

ایک دفعہ حضرت علیؓ نے دیکھا کہ حضرت حسنؓ اور حضرت حسینؓ کو ان کے استاد 'خاتِم النبیین' پڑھا رہے ہیں تو آپؓ نے فرمایا کہ بے شک دونوں قراءتیں ہیں لیکن مَیں 'خاتَم النبیین' یعنی نبیوں کی مہر کو زیادہ پسند کرتا ہوں اور میرے بچوں کو ایسے ہی پڑھاؤ۔

ایک مرتبہ کسی نے رسول کریم ﷺ اور صحابہ کی جماعت کو دعوت پر بلایا۔ حضرت علیؓ نسبتاً چھوٹی عمر کے تھے، چنانچہ صحابہ نے ازراہِ مذاق کھجوریں کھا کھا کر گٹھلیاں آپؓ کے سامنے رکھنا شروع کر دیں۔ حضرت علیؓ نے خیال نہ کیا اور جب گٹھلیوں کا ڈھیر لگ گیا تو صحابہ نے کہا کہ تم نے ساری کھجوریں کھا لی ہیں۔ آپؓ نے مذاق کو بھانپ لیا اور فرمایا آپ سب تو گٹھلیاں بھی کھا گئے ہیں لیکن مَیں گٹھلیاں رکھتا رہا ہوں۔

قرآن کریم میں جب یہ حکم نازل ہوا کہ رسول اللہ ﷺ سے کوئی مشورہ لو تو پہلے صدقہ دے لیا کرو۔ حضرت علیؓ نے اس حکم سے پہلے آنحضرت ﷺ سے کوئی مشورہ نہ لیا تھا۔ اس حکم پر عمل کرتے ہوئے آپؓ نے صدقہ دے کر آنحضور ﷺ سے مشورہ کیا۔ کسی کے پوچھنے پر فرمایا کہ کوئی خاص بات تو مشورہ طلب نہ تھی مگر مَیں نے چاہا کہ قرآن کریم کے اس حکم پر عمل ہو جائے۔

حضورِ انور نے فرمایا کہ یہ تھے صحابہ کے طریق۔ ایک صحابی تو لوگوں کے گھر اس لیے جایا کرتے تھے کہ کوئی گھر والا کہے کہ واپس چلے جاؤ تو وہ قرآن کے حکم پر عمل کرتے ہوئے خوشی خوشی واپس آجائیں۔ فرمایا: آج کل اگر ہم کسی کو کہیں کہ مصروف ہیں، ملاقات نہیں ہو سکتی تو لوگ برا مان جاتے ہیں۔ لیکن صحابہ کا تقویٰ یہ تھا کہ کوشش کرتے تھے کہ قرآن کریم کے حکم پر عمل کریں۔

حضرت علّامہ عبید اللہ بسمل صاحب ایک چوٹی کے شیعہ عالم تھے جو حضرت مسیح موعودؑ کے عہد میں ہی احمدی ہوئے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ اپنے درس میں اُن کے متعلق فرماتے ہیں کہ وہ اتنے بڑے عالِم تھے کہ تقسیمِ ہند کے بعد تک اُن کی کتب شیعہ مدرسوں میں پڑھائی جارہی ہیں۔ حضرت مصلح موعودؓ ان کی کتاب کا حوالہ دیتے ہوئے فرماتے ہیں کہ حضرت علیؓ نے لوگوں سے سب سے زیادہ بہادر شخص کے متعلق دریافت فرمایا تو لوگوں نے کہا کہ آپؓ سب سے زیادہ بہادر ہیں۔ اس پر آپؓ نے فرمایا سب سے زیادہ بہادر اور شجاع حضرت ابوبکرؓ تھے۔ جنگِ بدر میں ہم نے رسول اللہ ﷺ کے لیے سائبان بنایا اور ابھی مشورہ کر ہی رہے تھے کہ یہاں آپؐ کی حفاظت کے لیے کون رہے گا تو حضرت ابوبکرؓ شمشیر برہنہ لے کر کھڑے ہوگئے پھر کسی مشرک کو آپؐ کے پاس آنے کی جرأت نہ ہوسکی۔ ایک مرتبہ مشرکین رسول اللہ ﷺ کو اپنے نرغے میں لے کر گھسیٹ رہے تھے۔ کسی کو مشرکین سے مقابلے کی جرأت نہ ہوئی لیکن حضرت ابوبکرؓ آگے بڑھے اور مشرکین کو دھکے دے کر ہٹایا۔ یہ فرما کر حضرت علیؓ اپنی چادر منہ پر رکھ کر اتنا روئے کہ داڑھی بھیگ گئی اور فرمایا خدا کی قسم! ابوبکرؓ کی ایک ساعت آلِ فرعون کے مومن کی ہزار ساعتوں سے بہتر ہے کیونکہ وہ لوگ ایمان چھپاتے تھے اور ابوبکرؓ نے اپنے ایمان کا اظہار علی الاعلان کیا۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جس نے علی سے محبت کی اس نے مجھ سے محبت کی اور جس نے مجھ سے محبت کی اس نے خدا سے محبت کی۔ حضرت علیؓ فرماتے ہیں کہ یقیناً نبی ﷺ کا مجھ سے یہ عہد تھا کہ مجھ سے صرف مومن محبت رکھے گا اور صرف منافق مجھ سے بغض رکھے گا۔ آنحضرت ﷺ نے حضرت علیؓ سے فرمایا کہ تمہاری مثال حضرت عیسیٰ کی سی ہے۔ جن سے یہود نے اتنا بغض رکھا کہ ان کی والدہ پر بہتان باندھ دیا اور عیسائی ان سے محبت میں اس قدر بڑھ گئے کہ انہیں وہ مقام دے دیا جو ان کا مقام نہ تھا۔ حضرت علیؓ نے فرمایا خبردار! میرے بارے میں دو طرح کے آدمی ہلاک ہوں گے ایک وہ جو مجھ سے محبت میں غلو کرے اور دوسرے وہ جو مجھ سے بغض رکھیں۔

ابجر بن جرموز اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ مَیں نے حضرت علیؓ کو کوفے کے بازار میں کوڑا تھامے چلتے دیکھا۔ آپؓ لوگوں کو تقویٰ اختیار کرنے، سچی بات کہنے، عمدگی سے خرید و فروخت کرنے اور ماپ تول میں وزن کو پورا کرنے کی تلقین فرما رہے تھے۔

حضرت مسیح موعودؑ نے 7/ دسمبر 1892ء کو اپنا ایک رؤیا بیان فرمایا کہ آپؑ حضرت علی کرم اللہ وجہہ بن گئے ہیں اور خوارج کا گروہ آپ کی خلافت کا مزاحم ہے۔ فرمایا تب مَیں نے دیکھا کہ رسول اللہ ﷺ نے شفقت اور تودد سے فرمایا کہ اے علیؓ! ان سے اور ان کے مددگاروں اور ان کی کھیتی سے اعراض کر۔

حضرت عمرؓ کہتے تھے کہ ہم میں سے سب سے بہتر فیصلہ کرنے والے حضرت علیؓ ہیں۔ ایک دفعہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت علیؓ کو ایک سریے پر بھیجا۔ جب آپؓ واپس آئے تو رسول کریم ﷺ نے فرمایا اللہ اور اس کا رسول اور جبرئیل تجھ سے راضی ہیں۔ ایک مرتبہ امیر معاویہ نے ضرار صودائی سے کہا کہ حضرت علیؓ کے اوصاف بتاؤ۔ جب ضرار نے آپؓ کے اوصاف بیان کیے تو امیر معاویہ رو پڑے اور کہا کہ اللہ ابوالحسن پر رحم کرے۔ خدا کی قسم! وہ ایسے ہی تھے۔

حضورِ انور نے حضرت علیؓ کی گہری فراست کے عکاس بعض قضائی فیصلے بھی بیان فرمائے۔ ایک دفعہ آپؓ کا مقدمہ اسلامی عدالت میں پیش ہوا تو قاضی نے حضرت علیؓ کا کچھ لحاظ کیا۔ آپؓ نے فرمایا یہ پہلی بے انصافی ہے جو تم نے کی۔

حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں مَیں تو یہ جانتا ہوں کہ کوئی شخص مومن اور مسلمان نہیں بن سکتا جب تک ابوبکر، عمر، عثمان اور علی رضوان اللہ علیہم اجمعین کا سا رنگ پیدا نہ ہو۔ خوارج حضرت علیؓ کو فاسق اور ایمان سے عاری قرار دیتے تھے۔ یہاں طبعاً سوال پیدا ہوتا ہے کہ خدا تعالیٰ نے کیوں ان کے حالات کو عوام کی نظر میں مشتبہ کر دیا۔ تو اس کا جواب یہ ہے کہ خدا تعالیٰ نے ایسا کیا تا اپنے خاص مقبولوں اور محبوبوں کو بدبخت شتاب کاروں سے جن کی عادت بدگمانی ہے، مخفی رکھے۔

پھر آپؑ نے فرمایا کہ حضرت علیؓ متلاشیانِ حق کی امید گاہ اور سخیوں کا بے مثال نمونہ اور بندگانِ خدا کے لیے حجۃ اللہ تھے۔ نیز اپنے زمانے کے لوگوں میں بہترین اور اللہ کا نور تھے۔ جس نے آپؓ کے دور میں آپ سے جنگ کی تو اس نے بغاوت اور سرکشی کی۔

حضرت مسیح موعودؑ خلفائے راشدین کے متعلق فرماتے ہیں کہ وہ سب کے سب واقعی طور پر دین میں امین تھے۔

حضرت علیؓ کے متعلق حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں کہ مَیں نے عالَمِ بیداری میں دیکھا کہ آپؓ نے خدائے علّام الغیوب کی کتاب کی تفسیر مجھے عطا کی اور فرمایا یہ میری تفسیر ہے اور یہ اب آپ کو دی جاتی ہے۔ فرمایا: مجھے حضرت علی اور حضرت حسین کے ساتھ ایک لطیف مناسبت ہے جس کی حقیقت کو مشرق و مغرب کے رب کے سوا کوئی نہیں جانتا۔

حضورِ انور نے فرمایا کہ یہاں حضرت علیؓ کا ذکر ختم ہوتا ہے۔

خطبے کے آخر میں حضورِ انور نے ایم ٹی اے کے چوبیس گھنٹے نشر ہونے والے نئے چینل 'ایم ٹی اے گھانا' کے لانچ کا اعلان فرمایا۔ گھانا میں وہاب آدم سٹوڈیو 2017ء میں قائم ہوا۔ سٹوڈیو میں سترہ کارکنان اور ساٹھ سے زیادہ رضا کار خدمت کی توفیق پا رہے ہیں۔ یہ چینل عام ایریل (aerial) کے ذریعے دیکھا جاسکے گا۔ حضورِ انور نے فرمایا ایک جگہ مخالفین راستہ بند کرنے کی کوشش کرتے ہیں تو اللہ تعالیٰ دوسری جگہ اَور کئی راستے کھول دیتا ہے۔ جو راستے بند ہیں وہ بھی اپنے وقت پر کھلیں گے لیکن اللہ تعالیٰ ساتھ ہی ساتھ خوشی کے سامان بھی پہنچا دیتا ہے۔

حضورِ انور نے فرمایا: دوسری بات، جیسا کہ مَیں توجہ دلا رہا ہوں پاکستان اور الجزائر کے اسیران کے لیے دعا کریں۔ اللہ تعالیٰ ان کی رہائی کے سامان پیدا فرمائے۔ پاکستان کے عمومی حالات کے لیے بھی دعا کریں۔ پاکستان کے احمدیوں کو آج کل خاص طور پر خود بھی نوافل، دعاؤں اور صدقات پر زور دینا چاہیے۔ اللہ تعالیٰ ان کو اپنی حفظ و امان میں رکھے۔ آمین

☆...☆...☆

(بشکریہ الفضل انٹرنیشنل)

خطبہ جمعہ

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ 25/ دسمبر 2020ء بمقام مسجد مبارک، اسلام آباد ٹلفورڈ یوکے

حضرت علیؓ نے حضرت زبیرؓ سے فرمایا کہ آپ نے میرے لڑنے کے لیے تو لشکر تیار کیا ہے مگر کیا خدا کے حضور میں پیش کرنے کے لیے کوئی عذر بھی تیار کیا ہے؟ آپ لوگ کیوں اپنے ہاتھوں سے اس اسلام کے تباہ کرنے کے درپے ہوئے ہیں جس کی خدمت سخت جانکاہیوں سے کی تھی

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عظیم المرتبت خلیفۂ راشد اور داماد ابوتراب حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اوصافِ حمیدہ کا تذکرہ جنگِ جمل، جنگِ صفین اور جنگ نہروان میں پیش آمدہ حالات و واقعات کا بیان

پاکستان میں رہنے والے احمدی خاص طور پر نوافل اور دعاؤں پر زور دیں۔ ان دعاؤں میں رَبِّ كُلُّ شَيْءٍ خَادِمُكَ رَبِّ فَاحْفَظْنِيْ وَانْصُرْنِيْ وَارْحَمْنِيْ اور اَللّٰهُمَّ اِنَّا نَجْعَلُكَ فِيْ نُحُوْرِهِمْ وَنَعُوْذُ بِكَ مِنْ شُرُوْرِهِمْ بہت پڑھیں۔ استغفار اور درود کی طرف بھی توجہ دیں۔ نوافل بھی ادا کریں۔ اللہ تعالیٰ ان کو توفیق بھی دے اور جلد وہاں کے حالات بھی درست فرمائے۔ آمین

پانچ مرحومین مکرمہ حمدیٰ عباس صاحبہ اہلیہ مکرم عباس بن عبدالقادر صاحب خیرپور سندھ، مکرم رضوان سید نعیمی صاحب عراق، مکرم ملک علی محمد صاحب آف بھکہ ضلع سرگودھا، مکرم احسان احمد صاحب لاہور اور مکرم ریاض الدین شمس صاحب کا ذکرِ خیر اور نمازِ جنازہ غائب

الجزائر کی دو عدالتوں میں جھوٹے الزام میں ملوّث بہت سارے احمدیوں کی براءت

پاکستان میں رہنے والے احمدیوں کو نوافل پڑھنے اور دعائیں کرنے کی تحریک

أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ۔

أَمَّا بَعْدُ فَأَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ﴿۱﴾

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۲﴾ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ﴿۳﴾ مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ ﴿۴﴾ إِيَّاكَ نَعْبُدُ وَإِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ ﴿۵﴾

اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ ﴿۶﴾ صِرَاطَ الَّذِيْنَ أَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ ۙ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ ﴿۷﴾

گذشتہ خطبے میں حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت اور باغیوں کا ذکر ہوا تھا اور اس بارے میں حضرت علیؓ کی کیا کوششیں تھیں یا اب جو آگے حضرت علیؓ کے واقعات آئیں گے، اس بارے میں ایک بہت اہم بات کی طرف توجہ دلاتے ہوئے حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ

’’چونکہ تم لوگ بھی صحابہؓ کے مشابہ ہو اس لیے میں چاہتا ہوں کہ تاریخ سے بیان کروں کہ کس طرح مسلمان تباہ ہوئے اور کون سے اسباب ان کی ہلاکت کا باعث بنے۔ پس تم ہوشیار ہو جاؤ اور جو لوگ تم میں نئے آئیں ان کے لیے تعلیم کا بندوبست کرو۔‘‘ یعنی تربیت صحیح ہونی چاہیے۔ ان کی دینی تعلیم ہونی چاہیے۔ ’’حضرت عثمانؓ کے وقت جو فتنہ اٹھا تھا وہ صحابہؓ سے نہیں اٹھا تھا۔ جو لوگ یہ کہتے ہیں کہ صحابہؓ نے اٹھایا تھا ان کو دھوکا لگا ہے۔ اس میں شک نہیں کہ حضرت علیؓ کے مقابلے میں بہت سے صحابہؓ تھے اور معاویہ کے مقابلہ میں بھی لیکن میں کہتا ہوں کہ اس فتنہ کے بانی صحابہؓ نہیں تھے بلکہ وہی لوگ تھے جو بعد میں آئے اور جنہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت نصیب نہ ہوئی اور آپؐ کے پاس نہ بیٹھے۔ پس میں آپ لوگوں کو اس طرف متوجہ کرتا ہوں اور فتنہ سے بچنے کا یہ طریق بتاتا ہوں کہ کثرت سے‘‘ اس وقت آپؓ قادیان میں تھے کہ کثرت سے ’’قادیان آؤ اور بار بار آؤ تا کہ تمہارے ایمان تازہ رہیں اور تمہاری خشیت اللہ بڑھتی رہے۔‘‘

(انوار خلافت، انوار العلوم جلد 3 صفحہ 171)

یعنی تمہارا مرکز سے تعلق بھی رہے اور خلافت سے تعلق بھی رہے۔ یہ رہے گا تو صحیح تربیت بھی رہے گی۔ آج کل اللہ تعالیٰ نے ہمیں ایم ٹی اے کی صورت مہیا فرمائی ہے۔ خطبات ساری دنیا میں سنے جاتے ہیں، دکھائے جاتے ہیں، سنائے جاتے ہیں۔ اور پروگرام دکھائے جاتے ہیں اور سنائے جاتے ہیں۔ اس لیے تربیت کے لیے بہت ضروری ہے کہ علاوہ اس کے کہ خود بھی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتب کا مطالعہ کریں۔ ایم ٹی اے کے ساتھ بھی تعلق رکھیں اور خاص طور پر جمعے کے خطبات ضرور ایم ٹی اے کے ذریعہ سے سنا کریں تا کہ خلافت سے تعلق قائم رہے اور بہتر ہوتا رہے اور بڑھتا رہے۔

جنگِ جمل کے واقعہ کے بارے میں روایت میں آتا ہے کہ جنگِ جمل حضرت علیؓ اور حضرت عائشہؓ کے درمیان 36/ ہجری میں ہوئی تھی۔ حضرت عائشہؓ کے ساتھ حضرت طلحہؓ اور حضرت زبیرؓ بھی تھے۔ حضرت عائشہؓ میدانِ جنگ میں ایک اونٹ پر سوار تھیں اسی وجہ سے اس جنگ کا نام جنگ جمل مشہور ہے۔ حضرت عائشہؓ فریضہ حج کی ادائیگی کے لیے مکّہ گئی ہوئی تھیں۔ وہ وہیں قیام پذیر تھیں کہ حضرت عثمانؓ کی شہادت کی خبر ملی۔ جب عمرہ کی ادائیگی کے بعد مدینہ کی طرف روانہ ہوئیں تو راستے میں مقام سَرِف پر عُبَید بن ابوسلمہ نے اطلاع دی کہ حضرت عثمانؓ کو شہید کر دیا گیا ہے اور حضرت علیؓ خلیفہ منتخب ہو گئے ہیں اور مدینہ منورہ میں ہنگامہ برپا ہے۔ چنانچہ حضرت عائشہؓ راستے ہی سے مکّہ واپس ہوگئیں اور لوگوں کو حضرت عثمانؓ کا قصاص لینے اور فتنے کے خاتمہ کے لیے اکٹھا کیا۔ حضرت عائشہؓ حضرت طلحہؓ اور حضرت زبیر بن عوامؓ کی سرکردگی میں بہت سے لوگ جمع ہو گئے اور یہ قافلہ وہاں سے بصرہ کی طرف روانہ ہوا۔ حضرت علیؓ نے بھی یہ دیکھ کر بصرہ کا رخ کیا کہ یہ قافلہ ادھر جا رہا ہے۔ بصرہ پہنچ کر حضرت عائشہؓ نے اہل شہر کو اپنے ساتھ شامل ہونے کی دعوت دی۔ اہل شہر کی ایک بڑی تعداد حضرت عائشہؓ کے ساتھ شامل ہوگئی لیکن ایک جماعت نے حضرت علیؓ کے مقرر کردہ بصرہ کے عامل عثمان بن حُنیف کے ہاتھ پر بیعت کر لی۔ اس دوران دونوں جماعتوں میں جھڑپیں بھی ہوئیں۔ حضرت علیؓ نے حضرت عائشہؓ کے لشکر کے قریب پڑاؤ کیا۔ حضرت علیؓ کا یہ لشکر بھی پہنچ گیا اور انہوں نے قریب پڑاؤ کیا۔ دونوں طرف سے مصالحت کی طرح ڈالی گئی، کوشش کی گئی اور مذاکرات کامیاب بھی ہو گئے مگر عین رات کے وقت وہ گروہ جو حضرت عثمانؓ کے قتل میں شریک تھا اور اس کا ایک حصہ حضرت علیؓ کے لشکر میں بھی شامل تھا۔ اس نے حضرت عائشہؓ کے لشکر پر حملہ کر دیا جس سے جنگ کا آغاز ہو گیا۔ حضرت عائشہؓ اونٹ پر سوار تھیں۔ جاں نثار یکے بعد دیگرے اونٹ کی مہار پکڑتے اور شہید ہوتے جاتے تھے۔ حضرت علیؓ نے یہ سمجھ لیا کہ حضرت عائشہؓ جب تک اونٹ پر سوار رہیں گی جنگ ختم نہیں ہو گی۔ اس لیے آپؓ نے جنگجوؤں کو حکم دیا کہ اس اونٹ کو کسی نہ کسی طرح مار گراؤ کیونکہ جنگ کا خاتمہ اس کے گرنے پر منحصر ہے۔ اس پر ایک شخص نے آگے بڑھ کر اونٹ کے پاؤں میں تلوار ماری اور وہ بلبلا کر بیٹھ گیا۔ حضرت علیؓ کی فوج نے اونٹ کو چاروں طرف

سے گھیر لیا۔حضرت عائشہؓ کا اونٹ گر جانے پر اہلِ جمل منتشر ہو گئے۔ اس کے بعد حضرت علیؓ نے اعلان کرا دیا کہ ہتھیار ڈالنے یا گھر کا دروازہ بند کرنے والا امن و امان میں ہے۔ کسی کا تعاقب نہ کیا جائے۔ کسی کے مال کو مالِ غنیمت سمجھ کر اس پر دست درازی نہ کی جائے۔حضرت علیؓ کی فوج نے اس حکم کی تعمیل کی۔حضرت زبیر بن عوامؓ اور حضرت طلحہؓ اسی جنگ میں شہید ہوئے۔

(ماخوذ از الکامل فی التاریخ از ابن الاثیر جلد 3 صفحہ 99 تا 149 دار الکتب العلمیۃ بیروت لبنان 2003ء)

اس کا ایک حصّہ ابن اثیر کی تاریخ سے خلاصہ لیا گیا ہے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس بارے میں فرماتے ہیں کہ ’’انہی لوگوں کی ایک جماعت نے جو حضرت عثمانؓ کے قتل میں شریک تھے حضرت عائشہؓ کو اس بات پر آمادہ کر لیا کہ آپ حضرت عثمانؓ کے خون کا بدلہ لینے کے لیے جہاد کا اعلان کر دیں۔ چنانچہ انہوں نے اس بات کا اعلان کیا اور صحابہؓ کو اپنی مدد کے لیے بلایا۔حضرت طلحہؓ اور حضرت زبیرؓ بھی ان کے ساتھ شامل ہو گئے اور اس کے نتیجہ میں حضرت علیؓ اور حضرت عائشہؓ، حضرت طلحہؓ اور حضرت زبیرؓ کے لشکر میں جنگ ہوئی۔ ‘‘ یعنی حضرت طلحہؓ اور حضرت زبیرؓ تو حضرت عائشہؓ کے لشکر میں تھے۔حضرت علیؓ کا اور حضرت عائشہؓ کا جو مین (main) لشکر تھا ان کی جنگ ہوئی۔ ’’جسے جنگ جمل کہا جاتا ہے۔ اس جنگ کے شروع میں ہی حضرت زبیرؓ، حضرت علیؓ کی زبان سے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک پیشگوئی سن کر علیحدہ ہو گئے اور انہوں نے قسم کھائی کہ وہ حضرت علیؓ سے جنگ نہیں کریں گے اور اس بات کا اقرار کیا کہ اپنے اجتہاد میں انہوں نے غلطی کی۔ دوسری طرف حضرت طلحہؓ نے بھی اپنی وفات سے پہلے حضرت علیؓ کی بیعت کا اقرار کر لیا۔ ‘‘ پہلے بھی گذشتہ خطبے میں اس کا ذکر ہو چکا ہے۔ ’’کیونکہ روایات میں آتا ہے کہ وہ زخموں کی شدت سے تڑپ رہے تھے کہ ایک شخص ان کے پاس سے گزرا۔ انہوں نے پوچھا تم کس گروہ میں سے ہو؟ اس نے کہا حضرت علیؓ کے گروہ میں سے۔ اس پر انہوں نے اپنا ہاتھ اس کے ہاتھ میں دے کر کہا کہ تیرا ہاتھ علیؓ کا ہاتھ ہے اور میں تیرے ہاتھ پر حضرت علیؓ کی دوبارہ بیعت کرتا ہوں۔غرض باقی صحابہؓ کے اختلاف کا تو جنگ جمل کے وقت ہی فیصلہ ہو گیا مگر حضرت معاویہؓ کا اختلاف باقی رہا یہاں تک کہ جنگ صِفّین ہوئی۔ ‘‘

(خلافتِ راشدہ، انوار العلوم جلد 15 صفحہ 485-486)

حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ مزید فرماتے ہیں کہ ’’حضرت عثمانؓ کے قاتلوں کے گروہ مختلف جہات میں پھیل گئے تھے اور اپنے آپ کو الزام سے بچانے کے لیے دوسروں پر الزام لگاتے تھے۔ جب ان کو معلوم ہوا کہ حضرت علیؓ نے مسلمانوں سے بیعت لے لی ہے تو ان کو آپ پر الزام لگانے کا عمدہ موقع مل گیا اور یہ بات درست بھی تھی کہ آپ کے ارد گرد حضرت عثمانؓ کے قاتلوں میں سے کچھ لوگ جمع ہو گئے تھے اس لیے ان کو الزام لگانے کا عمدہ موقع حاصل تھا۔ چنانچہ ان میں سے جو جماعت مکہ کی طرف گئی تھی اس نے حضرت عائشہؓ کو اس بات پر آمادہ کر لیا کہ وہ حضرت عثمانؓ کے خون کا بدلہ لینے کے لیے جہاد کا اعلان کریں۔ چنانچہ انہوں نے اس بات کا اعلان کیا اور صحابہؓ کو اپنی مدد کے لیے طلب کیا۔حضرت طلحہؓ اور زبیرؓ نے حضرت علیؓ کی بیعت اس شرط پر کر لی تھی کہ وہ حضرت عثمانؓ کے قاتلوں سے جلد سے جلد بدلہ لیں گے۔ انہوں نے جلدی کے جو معنیٰ سمجھے تھے وہ حضرت علیؓ کے نزدیک خلاف مصلحت تھے۔ ان کا خیال تھا ‘‘ حضرت علیؓ کا خیال تھا ’’ کہ پہلے تمام صوبوں کا انتظام ہو جائے پھر قاتلوں کو سزا دینے کی طرف توجہ کی جائے کیونکہ اول مقدم اسلام کی حفاظت ہے۔ قاتلوں کے معاملہ میں دیر ہونے سے کوئی ہرج نہیں۔ اسی طرح قاتلوں کے تعین میں بھی اختلاف تھا۔ جو لوگ نہایت افسردہ شکلیں بنا کر سب سے پہلے حضرت علیؓ کے پاس پہنچ گئے تھے اور اسلام میں تفرقہ ہو جانے کا اندیشہ ظاہر کرتے تھے ان کی نسبت حضرت علیؓ کو بالطبع شبہ نہ ہوتا تھا کہ یہ لوگ فساد کے بانی ہیں، دوسرے لوگ ان پر شبہ کرتے تھے ‘‘ حضرت علیؓ کو ان پر شبہ نہیں تھا لیکن باقی کچھ لوگوں کو شبہ تھا۔ ’’اس اختلاف کی وجہ سے طلحہؓ اور زبیرؓ نے یہ سمجھا کہ حضرت علیؓ اپنے عہد سے پھرتے ہیں۔ چونکہ انہوں نے ایک شرط پر بیعت کی تھی اور وہ شرط ان کے خیال میں حضرت علیؓ نے پوری نہ کی تھی اس لیے وہ شرعاً اپنے آپ کو بیعت سے آزاد خیال کرتے تھے۔ جب حضرت عائشہؓ کا اعلان ان کو پہنچا تو وہ بھی ان کے ساتھ جا ملے اور سب مل کر بصرہ کی طرف چلے گئے۔ بصرہ میں گورنر نے لوگوں کو آپ کے ساتھ ملنے سے باز رکھا لیکن جب لوگوں کو معلوم ہوا کہ طلحہؓ اور زبیرؓ نے صرف اکراہ سے ‘‘ مجبوری سے ’’اور ایک شرط سے مقید کر کے حضرت علیؓ کی بیعت کی ہے تو اکثر لوگ آپ کے ساتھ شامل ہو گئے۔ جب حضرت علیؓ کو اس لشکر کا علم ہوا تو آپ نے بھی ایک لشکر تیار کیا اور بصرہ کی طرف روانہ ہوئے۔ بصرہ پہنچ کر آپ نے ایک آدمی کو حضرت عائشہؓ اور طلحہؓ اور زبیرؓ کی طرف بھیجا۔ وہ آدمی پہلے حضرت عائشہؓ کی خدمت میں حاضر ہوا اور دریافت کیا کہ آپ کا ارادہ کیا ہے۔ انہوں نے جواب دیا کہ ہمارا ارادہ صرف اصلاح ہے۔ اس کے بعد اس شخص نے طلحہؓ اور زبیرؓ کو بھی بلوایا اور ان سے پوچھا کہ آپ بھی اسی لیے جنگ پر آمادہ ہوئے ہیں انہوں نے کہا کہ ہاں۔ ‘‘ یعنی کہ اصلاح کی وجہ سے۔ ’’اس شخص نے جواب دیا کہ اگر آپ کا منشاء اصلاح ہے تو اس کا یہ طریق نہیں جو آپ نے اختیار کیا ہے اس کا نتیجہ تو فساد ہے۔ اس وقت ملک کی ایسی حالت ہے کہ اگر ایک شخص کو آپ قتل کریں گے تو ہزار اس کی تائید میں کھڑے ہو جائیں گے اور ان کا مقابلہ کریں گے تو اَور بھی زیادہ لوگ ان کی مدد کے لیے کھڑے ہو جائیں گے۔ ‘‘ پس یہ تو سلسلہ چلتا جائے گا۔ ’’پس اصلاح یہ ہے کہ پہلے ملک کو اتحاد کی رسی میں باندھا جائے پھر شریروں کو سزا دی جائے ورنہ اس بدامنی میں کسی کو سزا دینا ملک میں اَور فتنہ ڈلوانا ہے۔حکومت پہلے قائم ہو جائے تو وہ سزا دے گی۔ ‘‘ پہلے حکومت قائم ہو جائے پھر وہ سزا دے گی۔ ’’یہ بات سن کر انہوں نے کہا کہ اگر حضرت علیؓ کا یہی عندیہ ہے تو وہ آجائیں، ہم ان کے ساتھ ملنے کو تیار ہیں۔ اس پر اس شخص نے حضرت علیؓ کو اطلاع دی اور طرفین کے قائمقام ایک دوسرے کو ملے اور فیصلہ ہو گیا کہ جنگ کرنا درست نہیں، صلح ہونی چاہئے۔ جب یہ خبر سبائیوں کو (یعنی جو عبد اللہ بن سبا کی جماعت کے لوگ اور قاتلین حضرت عثمانؓ تھے) پہنچی تو ان کو سخت گھبراہٹ ہوئی اور خفیہ خفیہ ان کی ایک جماعت مشورہ کے لیے اکٹھی ہوئی۔ انہوں نے مشورہ کے بعد فیصلہ کیا کہ مسلمانوں میں صلح ہو جانی ہمارے لیے سخت مضر ہو گی کیونکہ اسی وقت تک ہم حضرت عثمانؓ کے قتل کی سزا سے بچ سکتے ہیں جب تک کہ مسلمان آپس میں لڑتے رہیں گے۔ اگر صلح ہو گئی اور امن ہو گیا تو ہمارا ٹھکانہ کہیں نہیں۔ ‘‘ کہیں بھی ہمارا ٹھکانہ نہیں ہو گا۔ ’’اس لیے جس طرح سے ہو صلح نہ ہونے دو۔ اتنے میں حضرت علیؓ بھی پہنچ گئے اور آپؓ کے پہنچنے کے دوسرے دن آپ کی ‘‘ یعنی اس علاقے میں اور آپ کی ’’اور حضرت زبیرؓ کی ملاقات ہوئی۔ وقت ملاقات حضرت علیؓ نے فرمایا کہ آپ نے میرے لڑنے کے لیے تو لشکر تیار کیا ہے مگر کیا خدا کے حضور میں پیش کرنے کے لیے کوئی عذر بھی تیار کیا ہے؟ آپ لوگ کیوں اپنے ہاتھوں سے اس اسلام کے تباہ کرنے کے درپے ہوئے ہیں جس کی خدمت سخت جانکاہیوں سے کی تھی۔ کیا میں آپ لوگوں کا بھائی نہیں؟ پھر کیا وجہ ہے کہ پہلے تو ایک دوسرے کا خون حرام سمجھا جاتا تھا لیکن اب حلال ہو گیا۔ اگر کوئی نئی بات پیدا ہوئی ہوتی تو بھی بات تھی۔ جب کوئی نئی بات پیدا ہی نہیں ہوئی تو پھر یہ مقابلہ کیوں ہے؟ اس پر حضرت طلحہؓ نے کہا، وہ بھی حضرت زبیرؓ کے ساتھ تھے کہ آپ نے حضرت عثمانؓ کے قتل پر لوگوں کو اکسایا ہے۔حضرت علیؓ نے فرمایا کہ میں حضرت عثمانؓ کے قتل میں شریک ہونے والوں پر لعنت کرتا ہوں۔ پھر حضرت علیؓ نے حضرت زبیرؓ سے کہا کہ کیا تم کو یاد نہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ خدا کی قسم! تُو علیؓ سے جنگ کرے گا اور تُو ظالم ہو گا ‘‘ یعنی حضرت زبیرؓ کو فرمایا تھا۔ ’’یہ سن کر حضرت زبیرؓ اپنے لشکر کی طرف واپس لوٹے اور قَسم کھائی کہ وہ حضرت علیؓ سے ہرگز جنگ نہیں کریں گے اور اقرار کیا کہ انہوں نے اجتہاد میں غلطی کی۔ جب یہ خبر لشکر میں پھیلی تو سب کو اطمینان ہو گیا کہ اب جنگ نہ ہو گی بلکہ صلح ہو جائے گی لیکن مفسدوں کو سخت گھبراہٹ ہونے لگی ‘‘ جنہوں نے فساد پیدا کرنا تھا قدرتی بات ہے انہیں گھبراہٹ ہونی تھی۔ ان کو گھبراہٹ ہونے لگی ’’اور جب رات ہوئی تو انہوں نے صلح کو روکنے کے لیے یہ تدبیر کی کہ ان میں سے جو حضرت علیؓ کے ساتھ تھے انہوں نے حضرت عائشہؓ اور حضرت طلحہؓ و زبیرؓ کے لشکر پر رات کے وقت شب خون مار دیا اور جو ان کے لشکر میں تھے۔ ‘‘ انہوں نے جو دوسرے لشکر میں تھے ’’انہوں نے حضرت علیؓ کے لشکر پر شب خون مار دیا۔ ‘‘ دونوں طرف جو منافق تھے، بٹ کر شامل ہوئے تھے ناں، حضرت عائشہؓ کی طرف بھی اور حضرت علیؓ کی طرف بھی۔ دونوں نے ایک دوسرے پر حملہ کر دیا۔خود آپس میں نہیں لڑے ’’جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ ایک شور پڑ گیا اور ہر فریق نے خیال کیا کہ دوسرے فریق نے اس سے دھوکا کیا حالانکہ اصل میں یہ صرف سبائیوں کا ایک منصوبہ تھا۔ جب جنگ شروع ہو گئی تو حضرت علیؓ نے آواز دی کہ کوئی شخص حضرت عائشہؓ کو اطلاع دے۔ شاید ان کے ذریعہ سے اللہ تعالیٰ اس فتنہ کو دور کر دے۔ چنانچہ حضرت عائشہ کا اونٹ آگے کیا گیا لیکن نتیجہ اور بھی خطرناک نکلا۔مفسدوں نے یہ دیکھ کر کہ ہماری تدبیر پھر الٹی پڑنے لگی۔حضرت عائشہؓ کے اونٹ پر تیر مارنے شروع کیے۔حضرت عائشہؓ نے زور زور سے پکارنا شروع کیا کہ اے لوگو! جنگ کو ترک کرو اور خدا

اور یوم حساب کو یاد کرو لیکن مفسد باز نہ آئے اور برابر آپ کے اونٹ پر تیر مارتے چلے گئے۔ چونکہ اہل بصرہ اس لشکر کے ساتھ تھے جو حضرت عائشہؓ کے ارد گرد جمع ہوا تھا ان کو یہ بات دیکھ کر سخت طیش آیا اور اُمّ المومنین کی یہ گستاخی دیکھ کر ان کے غصہ کی کوئی حد نہ رہی اور تلواریں کھینچ کر لشکر مخالف پر حملہ آور ہو گئے'' مخالف لشکر پر حملہ آور ہو گئے۔ ''اور اب یہ حال ہو گیا کہ حضرت عائشہؓ کا اونٹ جنگ کا مرکز بن گیا۔ صحابہ اور بڑے بڑے بہادر اس کے ارد گرد جمع ہو گئے اور ایک کے بعد ایک قتل ہونا شروع ہوا لیکن اونٹ کی باگ انہوں نے نہ چھوڑی۔ حضرت زبیرؓ تو جنگ میں شامل ہی نہ ہوئے اور ایک طرف نکل گئے مگر ایک شقی نے ان کے پیچھے سے جا کر اس حالت میں کہ وہ نماز پڑھ رہے تھے ان کو شہید کر دیا۔ حضرت طلحہؓ بھی میدان جنگ میں ان مفسدوں کے ہاتھ سے مارے گئے۔ جب جنگ تیز ہو گئی تو یہ دیکھ کر کہ اس وقت تک جنگ ختم نہ ہو گی جب تک حضرت عائشہؓ کو درمیان سے ہٹایا نہ جائے۔ بعض لوگوں نے آپ کے اونٹ کے پاؤں کاٹ دیئے اور ہودج اتار کر زمین پر رکھ دیا تب کہیں جا کر جنگ ختم ہوئی۔ اس واقعہ کو دیکھ کر حضرت علیؓ کا چہرہ مارے رنج کے سرخ ہو گیا لیکن یہ جو کچھ ہوا اس سے چارہ بھی نہ تھا۔ جنگ کے ختم ہونے پر جب مقتولین میں حضرت طلحہؓ کی نعش ملی تو حضرت علیؓ نے سخت افسوس کیا۔ ان تمام واقعات سے صاف ظاہر ہو جاتا ہے کہ اس لڑائی میں صحابہؓ کا ہرگز کوئی دخل نہ تھا بلکہ یہ شرارت بھی قاتلان عثمانؓ کی ہی تھی اور یہ کہ طلحہؓ اور زبیرؓ حضرت علیؓ کی بیعت ہی میں فوت ہوئے کیونکہ انہوں نے اپنے ارادہ سے رجوع کر لیا تھا اور حضرت علیؓ کا ساتھ دینے کا اقرار کر لیا تھا لیکن بعض شریروں کے ہاتھوں سے مارے گئے۔ چنانچہ حضرت علیؓ نے ان کے قاتلوں پر لعنت بھی کی۔''

(انوار خلافت، انوار العلوم جلد 3 صفحہ 198 تا 201)

جنگ جمل کے اختتام پر حضرت علیؓ نے حضرت عائشہؓ کے لیے تمام سواری اور زادِ راہ تیار کیا اور حضرت عائشہؓ کو چھوڑنے کے لیے خود تشریف لائے اور حضرت عائشہؓ کے ہمراہ جو لوگ جانا چاہتے تھے ان کو روانہ کیا۔ جس دن حضرت عائشہؓ نے روانہ ہونا تھا حضرت علیؓ حضرت عائشہؓ کے پاس تشریف لائے اور آپ کے لیے کھڑے ہوئے اور تمام لوگوں کی موجودگی میں حضرت عائشہؓ لوگوں کے سامنے نکلیں اور کہا کہ اے میرے بیٹو! ہم نے تکلیف پہنچا کر اور زیادتی کر کے ایک دوسرے کو ناراض کر دیا۔ آئندہ ہمارے ان اختلافات کے باعث کوئی شخص بھی ایک دوسرے پر زیادتی نہ کرے اور خدا کی قسم! میرے اور حضرت علیؓ کے درمیان شروع سے کبھی کوئی اختلاف نہ تھا سوائے اس کے جو مرد اور اس کے سسرالی رشتہ داروں کے درمیان عام طور پر بات ہوا کرتی ہے۔ یعنی چھوٹی موٹی باتیں ہیں اور حضرت علیؓ میری نیکیوں کے حصول کا ذریعہ ہیں۔ حضرت علیؓ نے فرمایا: اے لوگو! حضرت عائشہؓ نے اچھی اور سچی بات کہی ہے۔ میرے اور حضرت عائشہؓ کے درمیان محض یہی اختلاف تھا۔ حضرت عائشہؓ دنیا و آخرت میں تمہارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ مطہرہ ہیں۔ حضرت علیؓ حضرت عائشہؓ کو چھوڑنے کے لیے کئی میل ساتھ تشریف لے گئے اور حضرت علیؓ نے اپنے بیٹوں کو حکم دیا کہ وہ حضرت عائشہؓ کے ہمراہ جائیں اور ایک دن کے بعد واپس آ جائیں۔

(تاریخ الطبری جلد ۳ صفحہ ۶۰-۶۱ باب تجہیز علی علیہ السلام عائشۃ من البصرۃ دار الکتب العلمیۃ بیروت ۱۹۸۷ء)

یہ طبری کا حوالہ تھا جو میں نے ابھی پڑھا ہے۔

حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں کہ

''حضرت طلحہؓ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد بھی زندہ رہے اور جب حضرت عثمانؓ کی شہادت کے بعد مسلمانوں میں اختلاف پیدا ہوا اور ایک گروہ نے کہا کہ حضرت عثمانؓ کے مارنے والوں سے ہمیں بدلہ لینا چاہیے تو اس گروہ کے لیڈر حضرت طلحہؓ، حضرت زبیرؓ اور حضرت عائشہؓ تھے لیکن دوسرے گروہ نے کہا کہ مسلمانوں میں تفرقہ پڑ چکا ہے۔ آدمی مراہی کرتے ہیں۔ سر دست ہمیں تمام مسلمانوں کو اکٹھا کرنا چاہئے تا کہ اسلام کی شوکت اور اس کی عظمت قائم ہو۔ بعد میں ہم اِن لوگوں سے بدلہ لے لیں گے۔ اِس گروہ کے لیڈر حضرت علیؓ تھے۔ یہ اختلاف اتنا بڑھا کہ حضرت طلحہؓ، حضرت زبیرؓ اور حضرت عائشہؓ نے الزام لگایا کہ علیؓ ان لوگوں کو پناہ دینا چاہتے ہیں جنہوں نے حضرت عثمانؓ کو شہید کیا ہے اور حضرت علیؓ نے الزام لگایا کہ'' (جو یہ کہتے ہیں کہ فوری بدلہ لیا جائے۔) ''اِن لوگوں کو اپنی ذاتی غرضیں زیادہ مقدم ہیں۔ اسلام کا فائدہ ان کے مدّنظر نہیں ہے۔ گویا اختلاف اپنی انتہائی صورت تک پہنچ گیا اور پھر آپس میں جنگ بھی شروع ہوئی ایسی جنگ جس میں حضرت عائشہؓ نے لشکر کی کمان کی۔ آپ اونٹ پر چڑھ کر لوگوں کو لڑواتی تھیں اور حضرت طلحہؓ اور حضرت زبیرؓ بھی اِس لڑائی میں شامل تھے۔ جب دونوں فریق میں جنگ جاری تھی تو ایک صحابی حضرت طلحہؓ کے پاس آئے اور ان سے کہا کہ طلحہؓ! تمہیں یاد ہے فلاں موقع پر میں اور تم رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس میں بیٹھے ہوئے تھے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ طلحہؓ! ایک وقت ایسا آئے گا کہ تم اَور لشکر میں ہو گے اور علیؓ اَور لشکر میں ہو گا اور علیؓ حق پر ہو گا اور تم غلطی پر ہو گے۔ حضرت طلحہؓ نے یہ سنا تو ان کی آنکھیں کھل گئیں اور انہوں نے کہا ہاں! مجھے یہ بات یاد آ گئی ہے اور پھر اسی وقت لشکر سے نکل کر چلے گئے۔ جب وہ لڑائی چھوڑ کر جا رہے تھے تا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بات پوری کی جائے تو ایک بدبخت انسان جو حضرت علیؓ کے لشکر کا سپاہی تھا اس نے پیچھے سے جا کر آپ کو خنجر مار کر شہید کر دیا۔ حضرت علیؓ اپنی جگہ پر بیٹھے ہوئے تھے وہ اِس خیال سے'' یعنی جو حضرت طلحہ کا قاتل تھا اس خیال سے ''کہ مجھے بہت بڑا انعام ملے گا دوڑتا ہوا آیا اور اس نے کہا اے امیر المومنین! آپ کو آپ کے دشمن کے مارے جانے کی خبر دیتا ہوں۔ حضرت علیؓ نے کہا۔ کون دشمن؟ اس نے کہا۔ اے امیر المومنین! میں نے طلحہؓ کو مار دیا ہے۔ حضرت علیؓ نے فرمایا اے شخص! میں بھی تجھے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے بشارت دیتا ہوں کہ تُو دوزخ میں ڈالا جائے گا کیونکہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دفعہ فرمایا (جبکہ طلحہؓ بھی بیٹھے ہوئے تھے اور میں بھی بیٹھا ہوا تھا) کہ اے طلحہؓ! تُو ایک دفعہ حق و انصاف کی خاطر ذِلت برداشت کرے گا اور تجھے ایک شخص مار ڈالے گا مگر خدا اس کو جہنم میں ڈالے گا۔''

(آئندہ وہی قومیں عزت پائیں گی جو مالی و جانی...، انوار العلوم جلد 21 صفحہ 149-150)

پھر جنگ صِفّین ہوئی تھی۔ اس کے واقعات میں لکھا ہے کہ یہ جنگ حضرت علیؓ اور حضرت امیر معاویہ کے درمیان 37/ ہجری میں ہوئی تھی۔ صِفّین شام اور عراق کے درمیان ایک مقام ہے۔ حضرت علیؓ کوفہ سے فوج لے کر چلے اور جب صفین پہنچے تو دیکھا کہ شامی لشکر امیر معاویہ کی سرکردگی میں پہلے سے پڑاؤ ڈالے ہوئے تھا اور ان کی ایک جماعت دریائے فرات کے گھاٹ پر قابض تھی۔ حضرت علیؓ نے یقین دلایا کہ ہم لڑنے نہیں آئے بلکہ امیر معاویہ سے تصفیہ کرنے آئے ہیں تاہم امیر معاویہ تصفیہ پر رضامند نہ ہوئے۔ شامی لشکر نے حضرت علیؓ کے لشکر کو دریائے فرات سے پانی لینے سے روک دیا۔ اس پر حضرت علیؓ نے اپنی فوج کو حملہ کرنے کا حکم دیا۔ اس طرح حضرت علیؓ کی فوج شامی فوج کو پسپا کرنے اور اپنے لیے دریا تک کا راستہ بنانے میں کامیاب ہو گئی۔ حضرت علیؓ نے شامیوں کو فرات سے پانی لے کر جانے کی کھلی اجازت بھی دے دی۔ شامیوں نے تو حضرت علیؓ کو منع کیا تھا، پانی لینے سے روک دیا تھا لیکن آپ نے جب دریا پہ قبضہ کر لیا تو آپ نے ان کو پانی لینے سے نہیں روکا بلکہ اجازت دی۔ امیر معاویہ کا اصرار تھا کہ حضرت علیؓ قاتلینِ عثمان کو ان کے حوالے کر دیں۔ ایک دفعہ جب لڑائی چھڑ جانے کا خطرہ پیدا ہوا تو دونوں طرف کے صلح پسندوں نے روک تھام کروا دی۔ جنگ کا آغاز صفر 37/ ہجری میں شروع ہوا۔ جنگ سے قبل جھڑپیں ہوتی رہیں لیکن دونوں فریق عام جنگ کے مہلک نتائج سے خائف ہونے کے باعث گریز کرتے رہے۔ صلح کے ہر امکان کی گنجائش باقی رکھنے کی غرض سے فریقین اس پر متفق ہو گئے کہ حرمت والے مہینوں میں عارضی صلح کر لی جائے لیکن یہ تدبیر بھی کامیاب نہ ہوئی۔ چنانچہ آغاز صفر میں دوبارہ جنگ کا باقاعدہ اعلان کر دیا گیا۔ جب لڑائی کچھ مدت تک بغیر حتمی فیصلہ کے ہوتی رہی تو امیر معاویہ کی ہمت پست ہو گئی۔ اس خطرناک حالت میں حضرت عمرو بن عاصؓ نے انہیں مشورہ دیا کہ قرآن مجید کے نسخے نیزوں کے سروں پر بندھوائیں اور کہیں کہ اس کتاب کے مطابق فیصلہ ہونا چاہیے۔ چنانچہ ایسا ہی کیا گیا جس کے نتیجہ میں حضرت علیؓ کے متبعین میں اختلاف پیدا ہو گیا۔ ایک بڑی تعداد نے یہ کہہ دیا کہ اللہ سے فیصلہ چاہنے کی استدعا مسترد نہیں کی جا سکتی۔ اس طرح حضرت علیؓ نے ہراول دستے کو واپس بلا لیا اور لڑائی رک گئی۔ حضرت علیؓ کی فوج کی اکثریت نے امیر معاویہ کی تجویز مان لی کہ دونوں فریق ایک ایک حَکَم کا انتخاب کریں اور یہ دونوں حَکَم مل کر قرآن مجید کے ارشاد کے مطابق کسی فیصلہ پر پہنچ جائیں۔ کتب تاریخ میں اس واقعہ کو 'تحکیم' کہا جاتا ہے۔ بہرحال شامیوں نے حضرت عمرو بن عاصؓ کا انتخاب کیا اور حضرت علیؓ نے حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ کو نامزد کیا اور اقرار نامہ پر دستخط کے بعد فوجیں منتشر ہو گئیں۔ یہ ابن اثیر کی تاریخ کا حوالہ ہے۔

(ماخوذ از الکامل فی التاریخ از ابن الاثیر جلد 3 صفحہ 161 تا 201 دار الکتب العلمیۃ بیروت لبنان 2003ء)

(لغات الحدیث جلد دوم صفحہ 608 زیر لفظ صفین)

حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے اس بارے میں اس طرح تحریر فرمایا ہے، بیان فرمایا ہے کہ

’’اس جنگ میں حضرت معاویہؓ کے ساتھیوں نے یہ ہوشیاری کی کہ نیزوں پر قرآن اٹھا دیے اور کہا کہ جو کچھ قرآن فیصلہ کرے وہ ہمیں منظور ہے اور اس غرض کے لیے حکم مقرر ہونے چاہئیں۔ اس پر وہی مفسد جو حضرت عثمانؓ کے قتل کی سازش میں شامل تھے اور جو آپ کی شہادت کے معاً بعد اپنے بچاؤ کے لیے حضرت علیؓ کے ساتھ شامل ہو گئے تھے انہوں نے حضرت علیؓ پر یہ زور دینا شروع کر دیا کہ یہ بالکل درست کہتے ہیں۔ آپ فیصلہ کے لیے حکم مقرر کر دیں۔ حضرت علیؓ نے بہتیرا انکار کیا مگر انہوں نے اور کچھ ان کمزور طبع لوگوں نے جو اُن کے اس دھوکا میں آ گئے تھے حضرت علیؓ کو اس بات پر مجبور کیا کہ آپ حکم مقرر کریں۔ چنانچہ معاویہ کی طرف سے حضرت عمرو بن العاص اور حضرت علیؓ کی طرف سے حضرت ابوموسیٰ اشعری حکم مقرر ہوئے۔ یہ تحکیم دراصل قتلِ عثمانؓ کے واقعہ میں تھی اور شرط یہ تھی کہ قرآن کریم کے مطابق فیصلہ ہو گا۔‘‘ اور یہ حکم اس لیے مقرر کیے گئے تھے کہ حضرت عثمانؓ کا جو قتل ہے اس واقعہ کے بارے میں فیصلہ ہو گا اور یہ تھا کہ قرآن کریم کے مطابق جو بھی قاتل ہیں ان کو سزا دینے کے لیے یا ان کو پکڑنے کے لیے فیصلہ ہو گا۔ ’’مگر عمرو بن العاص اور ابوموسیٰ اشعری دونوں نے مشورہ کر کے یہ فیصلہ کیا کہ بہتر ہو گا کہ پہلے ہم دونوں یعنی حضرت علیؓ اور حضرت معاویہؓ کو ان کی امارت سے معزول کر دیں۔‘‘ تحکیم تو اس لیے تھی، اس لیے حکم مقرر کیے گئے تھے کہ حضرت عثمانؓ کے قتل کے بارے میں فیصلہ کریں لیکن یہاں دونوں حَکمین جو مقرر کیے گئے تھے انہوں نے یہ ایک فیصلہ کر دیا کہ دونوں کو پہلے معزول کیا جائے پھر بعد میں بات ہو گی ’’کیونکہ تمام مسلمان انہی دونوں کی وجہ سے مصیبت میں مبتلا ہو رہے ہیں‘‘ یہ ان دونوں کا خیال تھا ’’اور پھر آزادانہ رنگ میں مسلمانوں کو کوئی فیصلہ کرنے دیں تا کہ وہ جسے چاہیں خلیفہ بنا لیں حالانکہ وہ اس کام کے لیے مقرر ہی نہیں ہوئے تھے۔‘‘ یہ تو بات ہی غلط تھی جس کے بارے میں ان حکمین نے سوچنا شروع کر دیا تھا کیونکہ وہ اس کام کے لیے مقرر نہیں کیے گئے تھے ’’مگر بہرحال ان دونوں نے اس فیصلہ کا اعلان کرنے کے لیے ایک جلسہ عام منعقد کیا اور حضرت عمرو بن العاصؓ نے حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ سے کہا کہ پہلے آپ اپنے فیصلہ کا اعلان کر دیں، بعد میں مَیں اعلان کر دوں گا۔ چنانچہ حضرت ابوموسیٰ نے اعلان کر دیا کہ وہ حضرت علیؓ کو خلافت سے معزول کرتے ہیں۔ اس کے بعد حضرت عمرو بن العاص کھڑے ہوئے اور انہوں نے کہا کہ ابوموسیٰ نے حضرت علیؓ کو معزول کر دیا ہے اور مَیں بھی ان کی اس بات سے متفق ہوں اور حضرت علیؓ کو خلافت سے معزول کرتا ہوں لیکن معاویہؓ کو مَیں معزول نہیں کرتا بلکہ اس کے عہدہ امارت پر انہیں بحال رکھتا ہوں (حضرت عمرو بن العاص خود بہت نیک آدمی تھے لیکن اس وقت...‘‘ حضرت مصلح موعودؓ لکھتے ہیں کہ ’’...مَیں اس بحث میں نہیں پڑتا کہ انہوں نے یہ فیصلہ کیوں کیا تھا) اس وقت بہرحال وہ باوجود اس نیکی کے وہاں کسی طرح لوگوں کی باتوں میں آ گئے یا کیا ہوا؟ یہ ایک علیحدہ مضمون ہے اس لیے اس بحث میں نہیں پڑتا لیکن بہرحال ان کا فیصلہ غلط تھا۔ ’’اس فیصلہ پر حضرت معاویہ کے ساتھیوں نے تو یہ کہنا شروع کر دیا کہ جو لوگ حکم مقرر ہوئے تھے انہوں نے علیؓ کی بجائے معاویہؓ کے حق میں فیصلہ دے دیا ہے اور یہ درست ہے مگر حضرت علیؓ نے اس فیصلہ کو ماننے سے انکار کر دیا اور کہا کہ نہ حکم اس غرض کے لیے مقرر تھے اور نہ ان کا یہ فیصلہ کسی قرآنی حکم پر ہے۔ اس پر حضرت علیؓ کے وہی منافق طبع ساتھی جنہوں نے حکم مقرر کرنے پر زور دیا تھا یہ شور مچانے لگ گئے کہ حکم مقرر ہی کیوں کیے گئے تھے جبکہ دینی معاملات میں کوئی حکم ہو ہی نہیں سکتا۔ حضرت علیؓ نے جواب دیا کہ اول تو یہ بات معاہدہ میں شامل تھی کہ ان کا فیصلہ قرآن کے مطابق ہو گا جس کی انہوں نے تعمیل نہیں کی۔‘‘ کہ قرآن کے مطابق فیصلہ ہوا ہی نہیں۔ ’’دوسرے حکم تو خود تمہارے اصرار کی وجہ سے‘‘ مقرر کیے گئے تھے یا ’’مقرر کیا گیا تھا اور اب تم ہی کہتے ہو کہ میں نے حکم کیوں مقرر کیا؟ (یہ جو باغی تھے جو منافق تھے) انہوں نے کہا ہم نے جھک مارا تھا اور ہم نے آپ سے جو کچھ کہا تھا وہ ہماری غلطی تھی۔ مگر سوال یہ ہے کہ آپ نے یہ بات کیوں مانی۔ اس کے تو یہ معنی ہیں کہ ہم بھی گنہگار ہو گئے اور آپ بھی۔‘‘ برابر ہو گئے دونوں۔ ’’ہم نے بھی غلطی کا ارتکاب کیا اور آپ نے بھی۔ اب ہم نے تو اپنی غلطی سے توبہ کر لی ہے۔ مناسب یہ ہے کہ آپ بھی توبہ کریں اور اس امر کا اقرار کریں کہ آپ نے جو کچھ کیا ہے ناجائز کیا ہے۔ اس سے ان کی غرض یہ تھی کہ اگر حضرت علیؓ نے انکار کیا تو وہ یہ کہہ کر آپ کی بیعت سے الگ ہو جائیں گے کہ انہوں نے چونکہ ایک خلافِ اسلام فعل کیا ہے اس لیے ہم آپ کی بیعت میں نہیں رہ سکتے اور اگر انہوں نے اپنی غلطی کا اعتراف کر لیا‘‘ اگر علیؓ نے انکار کیا تو وہ یہ کہہ کر بیعت سے الگ ہو جائیں گے کہ خلافِ اسلام فعل کیا ہے اس لیے ہم آپ کی بیعت میں نہیں رہ سکتے اور اگر انہوں نے اپنی غلطی کا اعتراف کر لیا۔ ’’اور کہا کہ میں توبہ کرتا ہوں تو بھی ان کی خلافت باطل ہو جائے گی کیونکہ جو شخص اتنے بڑے گناہ کا ارتکاب کرے وہ خلیفہ کس طرح ہو سکتا ہے۔ حضرت علیؓ نے جب یہ باتیں سنیں تو کہا کہ میں نے کوئی غلطی نہیں کی۔ جس امر کے متعلق میں نے حکم مقرر کیا تھا اس میں کسی کو حکم مقرر کرنا شریعت اسلامیہ کی رو سے جائز ہے۔ باقی میں نے حکم مقرر کرتے وقت صاف طور پر یہ شرط رکھی تھی کہ وہ جو کچھ فیصلہ کریں گے اگر قرآن اور حدیث کے مطابق ہو گا تب میں اسے منظور کروں گا ورنہ ’’نہیں‘‘ میں اسے کسی صورت میں بھی منظور نہیں کروں گا۔ انہوں نے چونکہ اس شرط کو ملحوظ نہیں رکھا اور نہ جس غرض کے لیے انہیں مقرر کیا گیا تھا اس کے متعلق انہوں نے کوئی فیصلہ کیا ہے اس لیے میرے لیے ان کا فیصلہ کوئی حجت نہیں۔ مگر انہوں نے حضرت علیؓ کے اس عذر کو تسلیم نہ کیا اور بیعت سے علیحدہ ہو گئے اور خوارج کہلائے اور انہوں نے یہ مذہب نکالا کہ واجب الاِطاعت خلیفہ کوئی نہیں۔ کثرتِ مسلمین کے فیصلہ کے مطابق عمل ہوا کرے گا کیونکہ کسی ایک شخص کو امیر واجب الاطاعت ماننا لَاحُکْمَ اِلَّا لِلّٰہِ کے خلاف ہے۔‘‘

(ماخوذ از خلافتِ راشدہ انوار العلوم جلد 15 صفحہ 486 تا 488)

جنگِ نہروان 38/ ہجری میں ہوئی تھی۔ نہروان بغداد اور وَاسِط کے درمیان واقع ہے۔ اس مقام پر حضرت علیؓ اور خوارج کے درمیان جنگ لڑی گئی تھی۔

(معجم البلدان جلد 5 صفحہ 375 دار الکتب العلمیۃ بیروت)

ابن اثیر کی تاریخ میں یوں لکھا ہے کہ جنگ صفین کے تصفیہ کے لیے حضرت علیؓ کی طرف سے حضرت ابوموسیٰ اشعری اور امیر معاویہ کی طرف سے حضرت عمرو بن العاص حکم مقرر ہوئے۔ تاریخ میں اس واقعہ کو ’تحکیم‘ کہتے ہیں۔ تحکیم کے معاملے میں حضرت علیؓ سے ان کے لشکر کے ایک گروہ نے اختلاف کیا اور بغاوت کرتے ہوئے علیحدہ ہو کر خوارج کہلایا۔ ان خوارج نے تحکیم کو گناہ قرار دے کر حضرت علیؓ سے توبہ کرنے اور خلافت سے معزولی کا مطالبہ کیا تو آپ نے صاف انکار کر دیا۔ کیوں انکار کیا یہ وضاحت پہلے آ چکی ہے۔ حضرت علی امیر معاویہ کے خلاف دوبارہ شام کی طرف پیش قدمی کی تیاری میں مصروف تھے کہ خوارج نے فسادی سرگرمیاں شروع کر دیں۔ انہوں نے عبداللہ بن وَہَب کو اپنا امام بنایا اور کوفہ سے نہروان کی طرف چلے گئے۔ خوارج نے بصرہ میں بھی اپنا جتھا جمع کیا جو بعد ازاں نہروان میں عبداللہ بن وَہَب کے لشکر سے جا ملا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک صحابی عبداللہ بن خَبَّابؓ کو حضرت علیؓ کی طرفداری پر قتل کر دیا اور ان کی حاملہ بیوی کا پیٹ چاک کر کے نہایت بیدردی سے اسے بھی قتل کر دیا اور قبیلہ طَے کی تین عورتوں کو بھی قتل کر دیا۔ حضرت علیؓ تک جب یہ حالات پہنچے تو آپ نے تحقیق کے لیے حارث بن مُرَّۃ کو سفیر کے طور پر بھیجا۔ جب وہ ان کے پاس گئے تو خوارج نے انہیں بھی قتل کر دیا۔ یہ حالات دیکھ کر حضرت علیؓ نے شام جانے کا ارادہ ترک کیا اور تقریباً پینسٹھ ہزار کا لشکر جو شام کے لیے تیار کیا تھا اسے لے کر خوارج کے مقابلہ کے لیے نکلے۔ جب آپ نہروان مقام پر پہنچے تو خوارج کو صلح کی دعوت دی اور حضرت ابوایوب انصاریؓ کو جھنڈا دیا کہ جو اس کی پناہ میں آ جائے گا اس سے جنگ نہیں کی جائے گی۔ یہ اعلان سن کر خوارج جن کی تعداد چار ہزار تھی ان میں سے ایک سو حضرت علیؓ کے ساتھ شامل ہو گئے اور ایک بڑی تعداد کوفہ کو لَوٹ گئی۔ صرف ایک ہزار آٹھ سو افراد عبداللہ بن وَہَب خارجی کی سرکردگی میں آگے بڑھے اور حضرت علی کے پینسٹھ ہزار کے لشکر سے جنگ ہوئی جس میں تمام خوارج مارے گئے۔ ایک روایت کے مطابق خوارج کی معمولی تعداد جو کہ دس سے بھی کم تھی بچ سکی۔ حضرت علیؓ کے لشکر میں سے سات آدمی شہید ہوئے۔

(ماخوذ از الکامل فی التاریخ از ابن الاثیر جلد 3 صفحہ 212 تا 223 دار الکتب العلمیۃ بیروت لبنان 2003ء)
(تاریخ المسعودی حصّہ دوم صفحہ 342 نفیس اکیڈمی اسٹریچن روڈ کراچی نومبر 1985ء)

حضرت عَمْرَہ بنت عبدالرحمٰنؒ نے بیان کیا کہ جب حضرت علیؓ بصرہ کی طرف روانہ ہوئے تو الوداعی ملاقات کے لیے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ مطہرہ حضرت ام سلمہؓ کی خدمت میں آئے۔ انہوں نے فرمایا آپ اللہ تعالیٰ کے حفظ و امان میں جائیں یعنی حضرت علیؓ کو کہا کہ آپ اللہ تعالیٰ کے حفظ و امان میں جائیں۔ خدا کی قسم! یقیناً آپ حق پر ہیں اور حق آپ کے ساتھ ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں گھروں میں ٹھہرنے کا حکم دیا ہے۔ اس لیے اگر اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کا ڈر نہ ہوتا تو میں آپ کے ہمراہ چلتی لیکن اللہ کی قسم! تاہم میں اپنے بیٹے عمر کو آپ کے ساتھ روانہ کرتی ہوں جو میرے نزدیک سب سے افضل ہے اور وہ مجھے میری جان سے بھی زیادہ عزیز ہے۔

(المستدرك على الصحيحين جلد ۳ صفحہ ۱۲۹ کتاب معرفة الصحابة ذکر اسلام امیر المومنین علی حدیث نمبر ۴۶۱۱ مطبوعہ دار الكتب العلمية بيروت ۲۰۰۲ء)

بہرحال یہ ذکر ابھی چل رہا ہے۔ آئندہ اگلے ہفتے بھی چلے گا۔ اِن شاء اللہ۔

آج بھی مَیں پاکستان اور الجزائر کے احمدیوں کے لیے دعا کے لیے کہنا چاہتا ہوں۔ الجزائر کی تو ایک خوش کن خبر ہے کہ گذشتہ دو تین دنوں میں دو مختلف عدالتوں نے جھوٹے الزام میں ملوّث بہت سارے احمدیوں کو بری کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ ان منصف مزاج ججوں کو جزا دے اور باقی انتظامیہ اور عدلیہ کو بھی انصاف سے کام لینے کی توفیق عطا فرمائے جو جھوٹے مقدمے احمدیوں پر قائم کر رہے ہیں۔

پاکستان کے بعض افسران اور منصف جو انصاف سے دور ہٹ رہے ہیں اور اپنے اختیارات کا ناجائز استعمال کر رہے ہیں اللہ تعالیٰ انہیں بھی توفیق دے کہ اپنے دلوں کے بُغض اور کینے کو نکال کر معاملے کو دیکھنے والے ہوں۔ جن لوگوں کی اصلاح اللہ تعالیٰ کے نزدیک مقدر نہیں اللہ تعالیٰ ان کی پکڑ کے سامان جلد فرمائے اور احمدیوں کے لیے پاکستان میں بھی امن وسکون کے سامان پیدا فرمائے۔

پاکستانی احمدی، پاکستان میں رہنے والے احمدی خاص طور پر نوافل اور دعاؤں پر زور دیں۔ ان دعاؤں میں رَبِّ كُلُّ شَيْءٍ خَادِمُكَ رَبِّ فَاحْفَظْنِيْ وَانْصُرْنِيْ وَارْحَمْنِيْ بھی بہت پڑھیں۔ اَللّٰهُمَّ اِنَّا نَجْعَلُكَ فِيْ نُحُوْرِهِمْ وَنَعُوْذُبِكَ مِنْ شُرُوْرِهِمْ بھی بہت پڑھیں۔ استغفار کی طرف بھی توجہ دیں۔ درود کی طرف بھی توجہ دیں۔ آج کل اس کی بہت ضرورت ہے۔ نوافل بھی ادا کریں جیسا کہ میں نے کہا۔ اللہ تعالیٰ ان کو توفیق بھی دے اور جلد وہاں کے حالات بھی درست فرمائے۔

آج بھی میں نمازوں کے بعد کچھ جنازے پڑھاؤں گا جن میں سے پہلا جنازہ مکرمہ حمدیٰ عباس صاحبہ کا ہے جو مکرم عباس بن عبدالقادر صاحب شہید خیرپور کی اہلیہ تھیں۔ 29؍ دسمبر کو 91 سال کی عمر میں بقضائے الٰہی وفات پا گئیں۔ اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّاۤ اِلَيْهِ رٰجِعُوْنَ۔

ان کے والد ڈاکٹر محمد ابراہیم صاحب نے کنگ ایڈورڈ میڈیکل کالج میں پڑھائی کے دوران 1926ء میں اپنے احمدی کلاس فیلو سے متاثر ہو کر اپنی اہلیہ کے ساتھ حضرت مصلح موعودؓ کے ہاتھ پر بیعت کر کے احمدیت قبول کی تھی۔ مئی 1951ء میں لاہور میں حمدیٰ صاحبہ کی پروفیسر عباس بن عبدالقادر صاحب کے ساتھ شادی ہوئی تھی جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے صحابی حضرت مولانا عبدالماجد صاحب کے پوتے تھے اور حضرت سیدہ سارہ بیگم صاحبہ حرم حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بڑے بھائی پروفیسر عبدالقادر صاحب کے بیٹے تھے۔ 1974ء میں ان کے شوہر پروفیسر عباس بن عبدالقادر صاحب کو خیرپور میں شہید کر دیا گیا تھا تو بڑے کمال صبر کے ساتھ انہوں نے کام لیا۔ کوئی بے صبری نہیں دکھائی اور اللہ تعالیٰ کی رضا پہ راضی ہوئیں۔ آپ کے شوہر کی شہادت پر آپ کے غیراز جماعت خالہ زاد بھائی نے تعزیت کے خط میں لکھا کہ عباس بہت اچھے انسان تھے۔ کاش کہ ان کا انجام بھی راہ ہدایت پر ہوتا تو حمدیٰ صاحبہ نے ان کو جواب لکھا کہ مجھے فخر ہے کہ جس راہ پر میرے شوہر نے جان دی ہے وہ ہدایت کی راہ ہے۔

پھر سکول کے زمانہ میں حمدیٰ صاحبہ کی ایک گہری سہیلی شفیقہ صاحبہ تھیں جو اتفاق سے پاکستان کے جنرل ضیاء الحق صاحب کی اہلیہ بنیں۔ انہوں نے ایک دفعہ اپنے شوہر ضیاء الحق صاحب کے صدر بننے کے بعد کہا کہ سب لوگ مجھے ملنے آتے ہیں مگر حمدیٰ نہیں آتی۔ حمدیٰ صاحبہ کو یہ پتہ لگا تو آپ نے یہ سن کے کہا کہ ایک ایسے شخص کی بیوی سے ملنے کی مجھے کوئی خواہش نہیں جو میرے پیارے امام حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور آپ کی جماعت سے دشمنی رکھتا ہے۔ اور پھر اس سے کبھی نہیں ملیں۔

آپ بے شمار خوبیوں کی مالک تھیں۔ بے حد نفاست پسند تھیں۔ سلیقہ شعار تھیں۔ بہت نیک اور مخلص خاتون تھیں۔ نماز اور روزے کا ہمیشہ بہت التزام کرتی تھیں۔ بچوں کو بھی اس کی عادت ڈالی۔ چندہ ادا کرنے میں بہت جلدی کرتیں۔ خیرات کرنے کے لیے ہمیشہ تیار رہتی تھیں۔ رمضان کے مہینے میں بہت سے لوگوں کے لیے اپنے گھر پہ روزانہ روزہ کھلوانے کا انتظام کرتیں۔ خلافت سے بے انتہا تعلق اور عشق اور محبت تھی۔ اپنے ہاتھ سے باقاعدہ مجھے خط لکھا کرتی تھیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتب کا اکثر مطالعہ کرتیں اور سلسلہ کی دوسری کتب اور الفضل آخر وقت تک مطالعہ کرتی رہیں۔ 2006ء میں ان کی چھوٹی بیٹی ڈاکٹر عامرہ ٹریفک حادثے میں دو بچوں کے ساتھ وفات پا گئیں تو اس صدمے کو بڑے حوصلے سے برداشت کیا اور صبر کا ایک مثالی نمونہ دکھایا۔ سب عزیز رشتے دار اور ملنے جلنے والے آپ کی بے شمار خوبیوں کی وجہ سے آپ سے محبت کرتے تھے۔ غیر احمدی رشتے داروں کا بھی آپ سے بہت محبت کا تعلق تھا۔ پسماندگان میں تین بیٹیاں اور دو بیٹے شامل ہیں جو کہ امریکہ، کینیڈا اور ناروے میں رہائش پذیر ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان سب کو، ان کی اولاد کو اور ان کی اولاد کی نسل کو ان کی نیکیوں کو جاری رکھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ مرحومہ کے درجات بلند فرمائے۔

اگلا جنازہ رضوان سیّد نعیمی صاحب عراق کا ہے جو 13؍ نومبر کو 70 سال کی عمر میں وفات پا گئے۔ اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّاۤ اِلَيْهِ رٰجِعُوْنَ۔

ان کے بیٹے مصطفیٰ نعیمی صاحب لکھتے ہیں کہ میرے والد صاحب نے رؤیا میں خود کو حضرت سید عبدالقادر جیلانی صاحب کے پاس دیکھا جنہوں نے والد صاحب کو اپنا جوتا عطا فرمایا۔ والد صاحب نے یہ کہتے ہوئے اسے لینے میں جھجک محسوس کی کہ میری کیا اوقات کہ میں سید عبدالقادر جیلانی کا جوتا پہن سکوں لیکن سید عبدالقادر جیلانی نے اصرار کیا تو والد صاحب نے جوتا پہن لیا اس کے بعد سید عبدالقادر جیلانی نے ایک شخص اور اس کی جماعت کی طرف اشارہ کر کے والد صاحب کو ان میں شامل ہونے کا ارشاد فرمایا۔ اس کے بعد رضوان نعیمی صاحب کو خواب میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت بھی ہوئی۔ چند سال بعد ایم ٹی اے کے ذریعہ ان کا جماعت سے تعارف ہوا تو رضوان صاحب نے کہا کہ انہیں خواب میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی جو زیارت ہوئی تھی اس سے مراد آپ کے خادم صادق حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بعثت تھی اور دوسری رؤیا میں جس شخص اور اس کی جماعت کی طرف شیخ عبدالقادر جیلانی نے اشارہ کر کے ان میں شامل ہونے کو کہا تھا اس سے مراد خلیفۃ المسیح اور ان کی جماعت ہے۔ چنانچہ انہوں نے 2012ء میں بیعت کر لی۔

مرحوم بڑے نیک صالح اور اپنے رشتے داروں اور غریبوں کی مدد کرنے والے تھے۔ تبلیغ کا بہت شوق تھا۔ کمزور صحت اور لوگوں کی مخالفت کے باوجود اپنے علاقے میں احمدیت کی تبلیغ کرتے رہتے تھے۔ اپنے خاندان کو ہمیشہ نصیحت کرتے رہتے تھے کہ وہ بیعت کر کے جماعت میں شامل ہوں۔ ان کے بیٹے اور اہلیہ اور اہلیہ کے بھائی نے بھی اب بیعت کر لی ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کو ثبات قدم عطا فرمائے اور ان لوگوں کو مرحوم کی نیکیوں کو جاری رکھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ مرحوم کے درجات اللہ تعالیٰ بلند فرمائے۔

اگلا جنازہ مکرم ملک علی محمد صاحب بجکہ ضلع سرگودھا کا ہے جو محمد افضل ظفر صاحب مربی سلسلہ کینیا کے والد تھے۔ 20؍ اگست کو 90 سال کی عمر میں بقضائے الٰہی وفات پا گئے۔ اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّاۤ اِلَيْهِ رٰجِعُوْنَ۔

1974ء میں آپ کو اسیر راہ مولیٰ ہونے کی سعادت بھی حاصل ہوئی۔ سلسلے کے کارکنان، واقفین زندگی، مربیان اور معلّمین کی بے حد عزت کیا کرتے تھے۔ مرحوم تہجد گزار، صوم وصلوٰۃ کے پابند، بہت مہمان نواز تھے۔ غریب پرور تھے۔ صابر اور شاکر تھے۔ صلہ رحمی سے کام لینے والے تھے۔ ایک نیک اور مخلص انسان تھے۔ قرآن کریم کی تلاوت باقاعدگی سے کرتے تھے اور آپ کو متعدد بچوں کو قرآن کریم پڑھانے کی بھی توفیق ملی۔ پسماندگان میں تین بیٹے اور گیارہ پوتے پوتیاں شامل ہیں۔ مکرم محمد افضل ظفر صاحب مربی سلسلہ کینیا جیسا کہ میں نے کہا ان کے بیٹے تھے جو کہ آج کل وہاں کینیا میں میدان عمل میں تھے اس وجہ سے اپنے والد کے جنازے میں اور تدفین میں شامل نہیں ہو سکے۔ اللہ تعالیٰ ان کو بھی صبر اور حوصلہ عطا فرمائے۔ مرحوم سے مغفرت اور رحم کا سلوک فرمائے۔ درجات بلند فرمائے۔

اگلا جنازہ احسان احمد صاحب لاہور کا ہے جو شفقت محمود صاحب کے بیٹے تھے۔ 27؍ جولائی کو 35 سال کی عمر میں کورونا وائرس کی وجہ سے ان کی وفات ہوئی۔ اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّاۤ اِلَيْهِ رٰجِعُوْنَ۔

آپ حضرت مولوی نور الدین اجمل صاحب آف گولیکی ضلع گجرات صحابی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے پوتے تھے اور ارشاد احمد صاحب گوجرانوالہ کے نواسے تھے۔ گذشتہ دو سال آپ کو حلقہ رچنا ٹاؤن لاہور میں بطور صدر جماعت خدمت کی توفیق ملی۔ اس کے علاوہ دہلی گیٹ امارت میں بطور سیکرٹری نومبائعین خدمت کی توفیق پائی۔ تبلیغ کا بے حد شوق تھا۔ خدا کے فضل سے آپ کو آٹھ افراد کو بیعت کروانے کی بھی سعادت حاصل ہوئی۔ پسماندگان میں اہلیہ کے علاوہ دو بیٹے عزیزم حنان احمد مسرور عمر 6 سال اور عزیزم مبین احمد طاہر عمر 3 سال اور ایک بیٹی عزیزہ سائرہ احمد 5 سال کے علاوہ والد، والدہ اور تین بھائی اور دو بہنیں شامل ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان سب کو صبر اور حوصلہ عطا فرمائے۔ ان بچوں کا خود کفیل ہو اور ان کو ان کی نیکیاں جاری رکھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ مرحوم کے درجات بلند فرمائے۔

اگلا جنازہ مکرم ریاض الدین شمس صاحب کا ہے جو مولانا جلال الدین شمس صاحب کے چھوٹے بیٹے تھے۔ 27؍ مئی کو وفات پا گئے۔ اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّاۤ اِلَيْهِ رٰجِعُوْنَ۔

مرحوم کے خاندان کا تعارف یہ ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے صحابہ حضرت میاں محمد صدیق

صاحبؓ کے پڑپوتے، حضرت میاں امام الدین صاحب سیکھوانیؓ کے پوتے، حضرت خواجہ عبید اللہ صاحبؓ کے نواسے اور حضرت مولانا جلال الدین صاحب شمسؓ کے بیٹے تھے۔ یہ تمام صحابہ تھے۔ مرحوم موصی تھے۔ پسماندگان میں دو بیٹیاں اور ایک بیٹا شامل ہیں۔ ان کی اہلیہ پہلے فوت ہو گئی تھیں۔ اللہ تعالیٰ ان کو، ان کے بچوں کو صبر اور حوصلہ عطا فرمائے۔ اور مرحوم سے مغفرت اور رحم کا سلوک فرمائے۔ درجات بلند فرمائے۔ ان کے بھائی منیر الدین شمس صاحب کہتے ہیں کہ مرحوم بہت خوبیوں کے مالک تھے۔ نمازوں کے پابند تھے۔ بچوں کو ہمیشہ نماز کی تلقین کرتے تھے۔ خلافت سے بے حد محبت تھی۔ گھر میں ہمیشہ خلافت سے وابستہ رہنے کی باتیں ہوتی رہتی تھیں۔ یہاں بیماری کے دنوں میں بھی گذشتہ دو سال ہوئے مجھے ملنے کے لیے آئے اور باوجود بیماری کے بڑے صبر اور حوصلے سے اور خوش مزاجی سے باتیں کرتے رہے۔ فکر تھی تو اپنے بچوں کی۔ اپنی کوئی فکر نہیں تھی۔ ان کے متعلق سبھی کا یہ تاثر ہے کہ ہمیشہ ہر حال میں مسکراتے رہنا اور ہر ایک کے ساتھ مل جل کر رہنا اور دکھ سکھ میں ساتھ دینا ان کی خوبیوں میں شامل تھا۔ اللہ تعالیٰ مرحوم سے مغفرت اور رحم کا سلوک فرماتا رہے اور درجات بلند فرمائے۔

(بشکریہ الفضل انٹرنیشنل)

آج کی دعا

حضور اقدس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خصوصی دعا کی تحریک

1) رَبِّ کُلُّ شَیْئٍ خَادِمُكَ رَبِّ فَاحْفَظْنِیْ وَانْصُرْنِیْ وَارْحَمْنِیْ

(حقیقۃ الوحی روحانی خزائن جلد نمبر 22 صفحہ نمبر 224)

ترجمہ: اے میرے رب ہر ایک چیز تیری خادم ہے۔ اے میرے رب پس مجھے محفوظ رکھ اور میری مدد فرما اور مجھ پر رحم فرما۔

2) اَللّٰھُمَّ اِنَّا نَجْعَلُكَ فِیْ نُحُوْرِھِمْ وَنَعُوْذُبِكَ مِنْ شُرُوْرِھِمْ

(سنن ابو داؤد کتاب الوتر باب مایقول الرجل اذا خاف قوما حدیث 1537)

ترجمہ: ہم تجھے ان کے سینوں میں رکھتے ہیں یعنی تیرا رعب ان کے سینوں میں بھر جائے اور ہم ان کے شر سے تیری پناہ چاہتے ہیں۔

3) أَسْتَغْفِرُ اللهَ رَبِّیْ مِنْ کُلِّ ذَنْبٍ وَأَتُوْبُ إِلَيْهِ

4) اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ، وَعَلٰی آلِ مُحَمَّدٍ، کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی إِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰی آلِ إِبْرَاھِیْمَ، إِنَّكَ حَمِیْدٌ مَجِیْدٌ، اَللّٰھُمَّ بَارِكْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَعَلٰی آلِ مُحَمَّدٍ، کَمَا بَارَکْتَ عَلٰی إِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰی آلِ إِبْرَاھِیْمَ، إِنَّكَ حَمِیْدٌ مَجِیْدٌ

مندرجہ بالا پہلی دعا حضرت مسیح موعودؑ کی الہامی دعا ہے جس کو آپؑ نے اسمِ اعظم قرار دیا اور فرمایا کہ جو اسے پڑھے گا ہر ایک آفت سے اُسے نجات ہو گی۔

دوسری دعا پیارے رسولِ اکرم حضرت محمد ﷺ کی دشمن کے شر سے بچنے کی دعا ہے۔ جب آپ ﷺ کو کسی قوم سے خوف یا خطرہ ہوتا تھا تو یہ دعا پڑھتے تھے۔

پھر تیسرے نمبر پر گناہوں، خطاؤں اور لغزشوں کی بخشش کے لئے استغفار ہے۔

چوتھے نمبر پر سید و مولیٰ پیارے نبی حضرت محمد ﷺ کے لئے سلامتی اور صلوٰۃ کا خوبصورت تحفہ درود شریف ہے۔

پیارے آقا سیّدنا حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز موجودہ حالات کے پیشِ نظر مسلسل جماعت کو اپنی عبادات کا معیار بہتر کرنے اور دعاؤں کی طرف توجہ دلا رہے ہیں۔ آپ اپنے خطبہ جمعہ فرمودہ 25 دسمبر 2020 میں نوافل اور مندرجہ بالا دعاؤں کی خصوصی تحریک کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

’’آج بھی میں پاکستان اور الجزائر کے احمدیوں کے لئے دعا کے لئے کہنا چاہتا ہوں۔ الجزائر کی تو ایک خوش کُن خبر ہے۔ کہ گزشتہ دنوں، دو تین دنوں میں، دو مختلف عدالتوں نے جھوٹے الزام میں ملوث بہت سارے احمدیوں کو بری کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ ان منصف مزاج ججوں کو جزاء دے۔ باقی انتظامیہ اور عدلیہ کو بھی انصاف سے کام لینے کی توفیق عطا فرمائے جو جھوٹے مقدمات احمدیوں پر قائم کر رہے ہیں۔ پاکستان کے بعض افسران اور منصف جو انصاف سے دور ہٹ رہے ہیں اور اپنے اختیارات کا ناجائز استعمال کر رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ انہیں بھی توفیق دے کہ اپنے دلوں کے بغض اور کینے کو نکال کر معاملے کو دیکھنے والے ہوں۔ جن لوگوں کی اصلاح اللہ تعالیٰ کے نزدیک مقدر نہیں اللہ تعالیٰ ان کی پکڑ کے سامان جلد فرمائے اور احمدیوں کے لئے پاکستان میں بھی امن وسکون کے سامان پیدا فرمائے۔ پاکستانی احمدی، پاکستان میں رہنے والے احمدی خاص طور پر نوافل اور دعاؤں پر زور دیں۔ ان دعاؤں میں (مندرجہ بالا دعائیں) بھی بہت پڑھیں۔ استغفار کی طرف بھی توجہ دیں۔ درود کی طرف بھی توجہ دیں۔ آج کل بہت اس کی ضرورت ہے۔ نوافل بھی ادا کریں۔ جیسا کہ میں نے کہا اللہ تعالیٰ ان کو توفیق دے اور جلد وہاں کے حالات بھی درست فرمائے۔‘‘ آمین

(خطبہ جمعہ فرمودہ 25 دسمبر 2020)

(از: مریم رحمٰن)

مکرم عبد الکریم قدسی صاحب کے لیے

ایک اور پنجابی ایوارڈ

مکرم عبد الکبیر قمر صاحب اطلاع دیتے ہیں کہ

میر فاؤنڈیشن لاہور پاکستان کے زیر انتظام ’’میر پنجابی میلہ‘‘ کا انعقاد کیا جاتا ہے جس میں پنجابی ثقافت کے رنگ نمایاں کیے جاتے ہیں اور پنجابی زبان و ادب کے حوالے سے مختلف پروگرام منعقد کیے جاتے ہیں۔

اسی ’’میر پنجابی میلہ‘‘ میں سال بھر کے دوران پنجابی زبان میں شائع ہونے والی ان کتابوں پر ’’علی ارشد میر ایوارڈ‘‘ دیا جاتا ہے جنہوں نے پنجابی ادب میں نمایاں کردار ادا کیا ہوتا ہے۔ اس سال ’’میر پنجابی میلہ 2020ء‘‘ 26 اور 27 دسمبر 2020ء کو اوپن ایئر تھیٹر باغ جناح لاہور میں منعقد ہوا۔ اس میلہ میں پنجابی بال ادب کا ’’علی ارشد میر ایوارڈ‘‘ اردو اور پنجابی کے معروف شاعر مکرم عبد الکریم قدسی صاحب کی کتاب ’’گوماں دا گلاب‘‘ کو دیا گیا۔ 26 دسمبر 2020ء کو منعقد ہونے والی تقریب میں یہ ایوارڈ مکرم عطاء العزیز صاحب نے وصول کیا۔

یاد رہے اس سے قبل مکرم قدسی صاحب کو مسعود کھدر پوش ایوارڈ، پاکستان رائٹرز گلڈ ایوارڈ، حرفِ نوا ایوارڈ، ساغر صدیقی ایوارڈ اور پاکستان ٹیلی ویژن لاہور سے ’’بہترین گیت نگار‘‘ کے ایوارڈز بھی مل چکے ہیں۔

DAILY LONDON ALFAZL ONLINE
www.alfazlonline.org
@alfazlonline
@alfazlonline
ONLINE EDITION Download on the App Store ANDROID APP ON Google play
اپنے مضامین، آرٹیکلز، نظمیں اور آراء درج ذیل ذرائع میں سے کسی ایک پر بھجوائیں
+44 79 5161 4020
info@alfazlonline.org

سانحہ ارتحال

مکرم محمد ناصر احمد آف چک نمبر 275 ر ب کرتار پور ضلع

فیصل آباد بعمر 52 سال مؤرخہ 20 دسمبر 2020 بروز اتوار وفات پاگئے۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔

مرحوم اللہ کے فضل سے موصی تھے۔مؤرخہ 21 دسمبر 2020 بروز سوموار آپ کی تدفین بہشتی مقبرہ ربوہ میں ہوئی ۔

آپ سلسلہ کے کاموں میں بے لوث اور ان تھک خدمت کرنے والے تھے۔

1991 تا 1993 کے دوران دو دفعہ)ایک دفعہ بطور ناظم اطفال ،ایک دفعہ بطور قائد مجلس (علم انعامی حاصل کرنے کی سعادت پائی۔

1988 تا 2019 بطور سیکرٹری مال خدمت کی توفیق پائی۔

عرصہ 6 سال بطور صدر جماعت خدمت کرنے کا موقع ملا۔

مرحوم پابند صوم و صلوٰۃ تھے۔مرحوم نہایت ہی خوش اخلاق، ملنسار صابر و شاکر تھے، شائستگی اور عاجزی کا پیکر تھے۔اپنے پرائے کے کام آنا آپ کی نیک فطرت کا حصہ تھا۔مرحوم نے سوگواران میں ایک بھائی 4 بہنیں ، 1 بیوہ، 2 بیٹے اور 2 بیٹیاں یادگار چھوڑے ہیں۔

احباب کرام سے درخواست دعاہے کہ اللہ تعالیٰ مرحوم کو جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائےاور پسماندگان کو صبر جمیل سے نوازے۔ (آمین)

سانحہ ارتحال

مکرم فرزند مظفر احمد منصور اعلان بھجواتے ہیں کہ:

محترمہ راشدہ شان صاحبہ ،اہلیہ شیخ شان محمد کینیڈا 29 نومبر 2020 کو بوجہ ہارٹ فیلیئر سے برامٹن کینیڈا ہسپتال میں بعمر 74 سال وفات پا گئیں۔ آپ موصی تھیں۔ آپ کی تدفین امانتاً یکم دسمبر کو کینیڈا میں ہوئی۔مرحومہ نے لواحقین میں شوہر شیخ شان محمد ،دو بیٹے مبشر احمد جان اور مظفر احمد منصور ،بیٹی فوزیہ ثمرہ اور تین پوتیاں 3 پوتے اور 2 نواسے چھوڑے ہیں۔ قارئین الفضل سے مرحومہ کی مغفرت اور جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام کے لیے دعا کی درخواست ہے۔ (آمین)

سانحہ ارتحال

محترمہ پروفیسر صادقہ شمس صاحبہ سابق پرنسپل جامعہ نصرت ربوہ مورخہ 25/دسمبر 2020ء بروز جمعۃ المبارک 80سال کی عمر میں انتقال کر گئیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ مورخہ 29/دسمبر بروز منگل چار بجے ناصر آباد شرقی کے گراؤنڈ میں مکرم ایم ایم ٹی صاحب نے نماز جنازہ پڑھائی اور بہشتی مقبرہ دارالفضل میں تدفین مکمل ہونے پر انہوں نے دعا کروائی۔

مرحومہ مانگٹ اونچے موجودہ ضلع حافظ آباد کے ایک مخلص اور دیندار گھرانے میں یکم اکتوبر 1940ء کو پیدا ہوئیں۔آپ کے والد محترم الحاج میاں پیر محمد صاحب ایک عارف باللہ انسان تھے اور گاؤں میں امام الصلوٰۃ تھے۔ انہوں نے تحریری بیعت 1904ء میں جبکہ دستی بیعت 1910ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الاوّلؓ کے ہاتھ پر کی۔ پروفیسر صادقہ شمس صاحبہ کی والدہ الحاجہ زینب بی بی صاحبہ نے بچپن میں ہی اپنے والدین کے ساتھ 1903ء میں بیعت کی۔ زینب بی بی صاحبہ کے والد حضرت میاں فتح الدین صاحب گوندلؓ،نانا حضرت میاں امام الدینؓ اور تینوں ماموں حضرت میاں نور محمد صاحب پیر کوٹیؓ،حضرت میاں پیر محمد صاحب پیر کوٹیؓ اور حضرت حافظ محمد اسحاقؓ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے صحابہ تھے۔مرحومہ کے دادا کے بھائی حضرت میاں محمد الدین صاحبؓ اور تایا حضرت مولوی فضل دین صاحبؓ آف مانگٹ اونچے بھی صحابہ میں سے تھے۔ یوں آپ ننھیال اور دھدیال دونوں طرف سے مخلص احمدی خاندان سے تعلق رکھتی تھیں۔

آپ نے ربوہ سے پہلی جماعت سے بی۔ اے تک تعلیم حاصل کی اور پھر پنجاب یونیورسٹی سے ایم۔ اے پولیٹیکل سائنس کیا اور آپ کا تقرر 1966ء میں جامعہ نصرت ربوہ میں بطور لیکچرار پولیٹیکل سائنس ہوگیا۔ اسی کالج سے آپ بطور پرنسپل 2000ء میں ریٹائر ہوئیں۔معروف مصنف جناب محمد داؤد طاہر نے اپنی کتب ''قریہ جاوداں'' اور''شہر خوباں''میں پروفیسر صادقہ شمس صاحبہ کا تفصیلی تذکرہ کیا ہے۔آپ سادہ منش اور ادبی مزاج کی حامل بزرگ خاتون تھیں۔ تمام عزیزان کے ساتھ اچھے تعلقات آخری دم تک رکھے۔مرحومہ کو لجنہ اماء اللہ میں بھی خدمات کی توفیق ملی۔سالانہ اجتماعات کے مواقع پر علمی مقابلہ جات میں حصہ لیتی رہیں اور انعامات بھی حاصل کئے۔آپ کو تربیتی لیکچرز کے لئے ربوہ کے محلہ جات میں لجنہ کی طرف سے بھجوایا جاتا اور ربوہ میں خواتین کے مشاعروں میں بھی بھرپور شریک ہوتی تھیں۔آپ کا مجموعہ کلام'' سُبچے موتی''کے نام سے شائع شدہ ہے۔جلسہ سالانہ کے موقع پر مہمانان حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی خدمت کے لئے ڈیوٹیز دینے کی بھی سعادت ملی۔

آپ کے شوہر مکرم نعمت اللہ شمس صاحب صدر انجمن احمدیہ کے پنشنر ہیں۔

آپ کی اولاد چار بیٹے اور ایک بیٹی ہے جو سب اللہ کے فضل سے کسی نہ کسی رنگ میں خدمتِ دین میں مصروف ہے۔آپ کے ایک بیٹے مکرم قمر شیراز صاحب پہلے کمپیوٹر سیکشن صدر انجمن احمدیہ میں اور اب گوئٹے مالا میں خدمت کر رہے ہیں۔اسی طرح آپ کے چھوٹے بیٹے اسامہ لقمان صاحب جماعت جرمنی کے لئے خدمت کر رہے ہیں۔آپ کے دو بڑے بھائی (1)الحاج مولوی محمد شریف صاحب اور(2)چوہدری محمد صادق صاحب واقفین زندگی تھے۔اسی طرح آپ کے پانچ بھتیجے مربیانِ سلسلہ ہیں۔

قارئین الفضل سے آپ کی بلندی درجات کے لئے دُعا کی درخواست ہے۔

اعلانِ ولادت

مکرم وسیم احمد ظفر مبلغ انچارج جماعت احمدیہ برازیل و نمائندہ روزنامہ الفضل لندن (آن لائن) برازیل سے اعلان بھجواتے ہیں کہ:

اللہ تعالیٰ نے مکرم حافظ احتشام مومن صاحب مربی سلسلہ برازیل اور مکرمہ صنوبر احتشام صاحبہ کومئورخہ 19جون 2020 کو پہلے بیٹے سے نوازا ہے ۔ پیارے آقا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے از راہ شفقت ابتسام احمد مومن نام رکھا ہے اور اسے وقف نو کی مبارک تحریک میں شامل فرمایا ہے ۔ نومولود مکرم نفیس احمد صاحب کاہلوں حال لندن کا پوتا اور مکرم عبد المجید خان صاحب مرحوم آف لندن کا نواسہ ہے نیز مکرم رانا نعیم الدین صاحب مرحوم اسیر راہ مولا ساہیوال کا پڑنواسہ ہے ۔ احباب جماعت سے دعا کی درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ ابتسام احمد مومن کی ولادت والدین ۔ خاندان اور جماعت کے لئے مبارک کرے اور اسے نیک ۔ خادم دین اور قرۃ العین بنائے اور والدہ کو صحت سے رکھے ۔ (آمین)

اعلانِ ولادت

مکرمہ مبارکہ شاہین، ڈارمشٹڈ جرمنی سے اعلان بھجواتی ہیں کہ:

اللہ تعالیٰ نے محض اپنے فضلوں سے ہماری پیاری بیٹی ھبہ الحبیب اور داماد شکور احمد ناصر کو مؤرخہ 6 دسمبر کو بیٹے سے نوازا ہے۔

الحمدللّٰہ علی ذلك

بیٹے کا نام ''جے غلام احمد ناصر'' تجویز ہوا ہے۔نومولود مکرم محمد یوسف ناصر صاحب ،سابق صدر جماعت پیدربورن کا پوتا اور مکرم نعیم احمد نیر صاحب، سکریٹری تعلیم القران و وقف عارضی لوکل امارت ڈارمشٹڈ کا نواسہ ہے۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ جل شانہ بچے کو خیریت سے پروان چڑھائے۔ نیک صالح، صحت مند، خادم دین، خوش حال، اور ماں باپ اور خلیفہ وقت کے لئے آنکھوں کی ٹھنڈک ہو۔معاشرے کا بہترین وجود بنے۔اللہ تعالیٰ اسے ہمیشہ دین و دنیا کی حسنات سے وافر نوازتا رہے، اپنی حفظ و امان میں رکھے۔(آمین)

طلوع وغروب آفتاب

18 جنوری2021ء	طلوع فجر	غروب آفتاب
مکہ مکرمہ	05:41	18:01
مدینہ منورہ	05:46	17:57
قادیان	06:03	17:50
ربوہ	05:43	17:30
اسلام آباد ٹلفورڈ	06:28	16:30